(۲)

زید بن اسلم گفت، شبی امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ بہ تن خویش بہ عسس می گشت و من باوی بودم، از مدینہ رفتیم و در صحرا دیوار پستی بود ویران و از آن جا روشنایی می تافت۔ عمر بن خطاب مرا گفت۔ یا زید! بیا، آن جا شویم و بنگریم تا کیست کہ در نیم شبان، آتش افروختہ است، برفتیم، چون بہ نزدیک رسیدیم، پیرزنی را دیدیم کہ دیگی بر آتش نہادہ بود و دو کودک طفل در پیش او خفتہ و می گفت: ''خدای تعالیٰ دادِ من از عمرؓ بستاند کہ او سیر خوردہ است و ما گرسنہ ایم''۔ عمرؓ، زید را گفت: ''یا زید! این زن باری از ہمۂ خلق بہ خدا می سپارد، تو اینجا باش! تا نزدیکِ او رَوَم و از وی پرسم''۔ رفت تا پیشِ زن، وگفت: ''بدین نیم شب چہ می پَزی درین صحرا؟'' گفت: ''زنی درویشم و در مدینہ جایی ندارم و بر ہیچ چیز قادر نیم و از شرمِ آن کہ دو طفلِ من از گرسنگی می گریند و بانگ می دارند و من چیزی ندارم کہ ایشان را بدہم، بدین صحرا بیرون آمدہ ام تا ہمسایگان ندانند کہ از جہتِ چہ می گریند، و ہر زمانی کہ ایشان از گرسنگی می گریند و طعام خواہند، من این دیگ را بر سرِ آتش نہم و گویمِ شما خوابکی کنید تا وقتِ بیدار شدنِ شما، این دیگ رسیدہ باشد۔ دل ایشان را بدین خُرسند کنم۔ پندارند کہ من چیزی می پزم، بدان امید بخسپند و چون بیدار شوند، چیزی نبینند، باز بانگ بردارند و ہم این زمان بدین بہانہ خوابانیدہ ام و امروز دو روز است تا جز از آب چیزی نخوردہ اند، نہ من و نہ ایشان''۔ عمرؓ را دل بسوخت و گفت: ''حق تست، اگر بر عمرؓ نفرین کنی و بہ خدایش بسپاری۔ یک زمان صبر کن ہم این جا، تا من بیایم''۔ پس عمرؓ بازگشت، چون بہ من رسید گفت: ''بیا، تا برویم و می دوید تا بہ خانۂ خویش۔ ساعتی بود، دو انبان بر دوش گرفتہ

باز آمد و مرا گفت: ''برخیز! تا بہ نزدیکِ آن پوشیدہ باز رویم''۔ من گفتم: ''یا امیر المومنین اگر چارہ نیست از رفتن، باری این انبانہا بر گردن من بِنہ تا بر گیرم''۔ عمر گفت: ''یا زید! اگر تو بر گیری بارِ من، روز قیامت کی بر گیرد؟'' و می دوید تا پیشِ زن آمد و آنچہ داشت، پیشِ وی نہاد۔ انبانہا یکی پُر از آرد و یکی پُر از برنج و پیہ دنبہ و نخود۔ و مرا گفت: ''ای زید! تو در این صحرا رو، ہر چہ یابی از خار و درمنہ، گرد کن و زود بیار''۔ من بہ طلبِ ہیزم برفتم و عمر سبوئی برگرفت و آب بیاورد و برنج و نخود را بشُست و در دیگ کرد و قدری پیہ دنبہ در او افگند و زن از آن کماجی بکرد و از شادی می گریست۔ چون بہ پخت، فرزندان را از خواب بیدار کرد۔ کودکان بنشستند و سیر بخوردند، و عمرؓ بہ نماز مشغول شد۔ چون ساعتی بگزشت، دید کہ زن و فرزندانش سیر خوردہ با یک دیگر بازی می کنند۔ عمرؓ او را و فرزندانش را بہ خانہ برد و گفت: ''عمرؓ را نیز نفرین مکن و ملالش کن کہ خبر نداشت کہ تو بر این صفتی''۔ زن بگریست و گفت: ''بہ خدات سوگند می دہم کہ عمر توئی''۔ گفت: ''بلی! بیچارہ و مسکین''۔ زن گفت: ''خدایت بیامرزاد! چنانکہ ما را زندہ کردی''۔

(تلخیص شدہ)

الفاظ و معانی

بہ تن خویش	-	خود ہی، ذاتی طور پر، بہ نفس نفیس
عسس	-	کوتوال، شہر کا محافظ
روشنائی	-	روشنی
شدن	-	جانا، چلنا، ہونا (آنجا شویم: وہاں چلیں)
دیگ بر آتش نہادن	-	پکانے کے لیے، برتن چولھے پر چڑھانا
کودک طفل	-	چھوٹا بچہ
داد ستاندن	-	انصاف لینا، انصاف دلانا، انصاف طلب کرنا
سیر خوردن	-	پیٹ بھر کر کھانا، آسودہ ہو کر کھانا

باری	-	یکبارگی، آخرکار
گرسنگی	-	بھوک
بانگ داشتن	-	چیخنا، چلانا
ہمسایگان	-	پڑوسی (واحد: ہمسایہ، مترادف: جواری)
از جہت چہ؟	-	کس لیے، کس وجہ سے، کیوں (مترادف: چرا)
ہرزمانی	-	جب بھی، جب کبھی، جس وقت، جب جب
طعام خواستن	-	کھانا مانگنا
دیگ را برسر آتش نہادن	-	دیگ آگ پر چڑھانا
خوابکی کردن	-	تھوڑی دیر سو رہنا، تھوڑا سا سو لینا
دیگ رسیدن	-	دیگ پکنا، کھانا تیار ہو جانا
خرسند	-	خوش
دل خرسند کردن	-	بہلانا، پھسلانا، تسلّی دینا، دل خوش کرنا
بانگ برداشتن	-	چیخنا، چلّانا
خوابانیدن	-	سُلا دینا
حق تست	-	تمھیں حق ہے، حق تمھارے ساتھ ہے
نفرین	-	نفرت
یک زمان	-	ذرا دیر، تھوڑی دیر
بازگشتن	-	لوٹنا
ساعتی بود	-	مراد ہے: ''بس ذرا ہی دیر میں'' فوراً ہی
انبان	-	چمڑے کا تھیلا، تھیلا، بورا
بردوش گرفتن	-	کاندھے پر اُٹھانا
برگرفتن	-	اٹھانا
آرد	-	آٹا، پسا ہوا اناج

برنج	-	چاول
نخود	-	چنا
درمنہ	-	ایک خاص قسم کی گھاس، جس کی آگ دیر تک ٹھہرتی ہے۔
گرد کردن	-	جمع کرنا
ہیزم	-	لکڑی، جلاون کی لکڑی، ایندھن کی لکڑی
در دیگ کردن	-	دیگ میں ڈالنا
پیہ	-	چربی
کماج	-	موٹی روٹی، کوئلہ پر پکی ہوئی روٹی
کماجی کردن	-	روٹی پکانا
ساعتی بگوشت	-	تھوڑی دیر بعد
بازی کردن	-	کھیلنا
تو براین صفتی	-	تم اس حال میں ہو
بیامرزاد	-	اللہ بخشش فرمائے، معاف کردے

غور کرنے کی باتیں:

☆ علمی و ادبی تصانیف خصوصاً سیاست اور دیگر فنون کی کتابوں میں حکایتیں ملتی ہیں۔ ان حکایتوں کی نوعیت مختلف ہے۔ نظام الملک نے لکھا ہے کہ اس کی کتاب میں "اخبار رسول وقصص انبیا" بھی ہے اور "حکایات شاہان" بھی۔ یہ حکایت عہد فاروقی کا تاریخی واقعہ ہے۔ اس کی روایت حضرت عمرؓ کے غلام زید بن اسلم سے ہے، واقعہ مدینہ شریف کا ہے اور اس سے اس دور میں غریبوں کی رکھوالی پر خلیفۂ وقت کی توجہ کا حال معلوم ہوتا ہے۔

☆ زبان میں سادگی اور روانی ہے۔ لکھنے والے نے عموماً نامانوس الفاظ کو ہاتھ نہیں لگایا ہے۔ چھوٹے چھوٹے جملوں میں بات کہی گئی ہے۔

☆ اس حکایت سے ہمیں غریبوں کی خدمت کرنے، ہر حال میں اپنی ذمہ داری کو سمجھنے اور خدا سے ڈرنے کا سبق ملتا ہے۔

معروضی سوالات:

۱- حضرت عمرؓ اپنے ساتھ کیا کیا چیزیں لائے تھے؟

۲- کماجی کیا ہے؟

۳- غلّہ بڑھیا کی کٹیا تک کیسے لایا گیا؟

۴- حضرت عمرؓ عورت اور اس کے بچوں کو کہاں لے گئے؟

تفصیلی سوالات:

۱- داخل نصاب حکایت کے موضوع و مضمون اور مقصد پر روشنی ڈالیے۔

۲- بتایئے کہ اس حکایت کی نوعیت کیا ہے اور اس کی ادبی خوبیاں کیا ہیں؟

۳- درج ذیل خاکہ کو بھریے، بتایئے کون کام کس نے کیا؟

غلّہ اور چربی مہیا کرنے کا کام	دونوں بوریاں پیٹھ پر لاد کر لانے کا کام	پانی لانے کا کام	چاول دھونے اور پکانے کا کام	ایندھن لانے کا کام	روٹیاں بنانے کا کام

عملی کام:

۱- اس حکایت کا خلاصہ اپنے لفظوں میں لکھیے۔

۲- حضرت عمرؓ کی زندگی اور ان کے زمانے کے واقعات پر کتابیں پڑھیے۔

سفرنامہ

سفر وحضر کی زندگی اور اس کے تجربات و مشاہدات یقیناً ایک دوسرے سے مختلف ومنفرد ہوتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ہمارے ادیبوں اور شاعروں نے دیگر موضوعات کے ساتھ ساتھ روداِدِ سفر لکھنے پر بھی توجہ دی ہے۔ ادبیات فارسی کی موضوعاتی تقسیم میں اس نوعیت کی کتابیں اپنی خاص اہمیت رکھتی ہیں۔ سفر ایک تجربہ ہوتا ہے اور اگر اسے بیان کرنے والا قلم دانا و توانا ہو تو پھر اس کی افادیت و دلچسپی اور بھی بڑھ جاتی ہے۔ بیشک سفرنامہ کی تاریخی، جغرافیائی، سوانحی، علمی اور ادبی اہمیت سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ سفرناموں سے نہ صرف یہ کہ پڑھنے والوں کو اجنبی دیار کی باتیں معلوم ہوتی ہیں بلکہ اگر سفرنامہ خود ان کے اپنے یا اپنے دیکھے ہوئے دیار سے تعلق رکھتا ہو تب بھی یہ پتا چلتا ہے کہ ان کے دیار کو اپنے اپنے سفر کے دوران دوسروں نے کس حال میں اور کس نظر سے دیکھا اور وہ کیا تاثر لے کر واپس ہوئے۔

''سفرنامہ فابیان'' اور ''ابن بطوطہ'' جیسے کچھ سفرنامے تو اتنی اہمیت کے حامل ہیں کہ ان کی مدد کے بغیر بعض ملکوں کی تاریخ کا مطالعہ تشنہ رہ جاتا ہے۔ یہی حال ''سفرنامہ ناصر خسرو'' جیسی بعض کتابوں کا ہے کہ علم رجال و تواریخ اور جغرافیہ کی متعدد معلومات میں ان کے مطالعہ سے بہت ہی خاص اضافہ ہوتا ہے۔

فارسی میں سفرنامہ نویسی کی روایت یقیناً صدیوں پرانی ہے۔ اس نوعیت کی کتابیں منظوم بھی ہیں اور منثور بھی۔ مثلاً مشہور شاعر خاقانؔی کی مثنوی ''تحفۃ العراقین'' دراصل اس کا منظوم سفرنامۂ حج ہے۔ اسی طرح ماضی قریب کے متحدہ ہندستان میں، اقبالؔ لاہوری نے ایک مثنوی ''مسافر'' لکھی ہے جو ان کا منظوم ''سفرنامۂ افغانستان'' ہے۔ جہاں تک فارسی میں نثری سفرناموں کا تعلق ہے، ناصر خسرو کی کتاب عالمی شہرت رکھتی ہے۔

انیسویں اور بیسویں صدی میں فارسی میں سفرنامہ نویسی پر نسبتاً زیادہ تسلسل کے ساتھ توجہ دی گئی ہے۔ جدید فارسی نثر کا پہلا سفرنامہ، ناصر الدین شاہ قاجار کا ''سفرنامۂ یورپ'' ہے جو کئی جلدوں پر مشتمل ہے۔ اس کے علاوہ ہدایت کا

''سفرنامۂ خوارزم'' بھی عہد قاچار ہی کی یادگار ہے اور ''سفرنامۂ حاجی پیرزادہ'' بھی انیسویں صدی کے اواخر سے ہی تعلق رکھتا ہے۔ جدید دور کا ایک خوبصورت سفرنامہ ''اصفہان نصف جہان'' ہے جسے مشہور افسانہ نگار صادق ہدایت نے لکھا ہے۔ مذکورہ صدی کے دوران ہندستان میں بھی فارسی کے ایک سے زیادہ سفرنامے معرض تحریر میں آئے ہیں۔ مثلاً نواب رامپور محمد کلب علی خاں کا سفرنامہ ''قندیلِ حرم'' ۱۳۰۰ھ / ۱۸۸۳ء میں لکھا گیا۔ جب کہ لئیق علی خاں سالار جنگ کا ''وقائع مسافرت'' اسی دہائی میں ۱۳۰۶ھ / ۱۸۸۸ء میں طبع ہوا۔ ''داستانِ جہاں'' محمد زماں خاں کا سفرنامہ ہے جو ۱۳۲۴ھ / ۱۹۰۶ء میں منظر عام پر آیا۔

انیسویں اور بیسویں صدی میں سفرنامہ نویسی کو خاص مقبولیت ملی ہے اور تازہ بہ تازہ سفرناموں کے ذخیرے میں اضافے ہو رہے ہیں۔ فارسی میں بہ اندازِ خاص سفرنامہ کی مقبولیت اور اس کے طرز کی پذیرائی و پسندیدگی کا اندازہ یوں بھی ہوسکتا ہے کہ یہاں ایک سے زیادہ فرضی سفرنامے بھی لکھے گئے ہیں۔ ''سیاحت نامہ ابراہیم بیگ''، ''مسالک المحسنین''، ''اسمال در نیویورک'' اگرچہ ناقدین کے نزدیک صنفی اعتبار سے ناول ہیں لیکن انھیں ''فرضی سفرنامے'' کے طرز میں ہی لکھا گیا ہے۔ اسی طرح ملکم خان کا ڈرامہ ''سفر کربلائِ شاہ قلی مرزا'' بھی ایک طرح کا سفرنامہ ہے جسے تمثیل کا روپ دیا گیا ہے۔ اس طرح یہ سمجھنا دشوار نہیں کہ عہد جدید میں سفرنامہ نویسی کے ساتھ ساتھ مختلف اصناف نثر میں سفرنامہ کے طرز سے کام لینے پر بھی توجہ ہوئی ہے اور اسے مقبولیت ملی ہے۔

حکیم ناصر خسرو

فارسی ادب میں قصص و حکایات اور تواریخ و تذکرے کے ساتھ ساتھ جغرافیہ کی کتابوں اور سفرناموں کا بھی وافر ذخیرہ موجود ہے۔ اس نوعیت کی تصانیف کا آغاز چوتھی صدی ہجری سے ہوا۔ پانچویں صدی ہجری کی جو کتاب ایک سفرنامہ کی حیثیت سے مشہور ہوئی وہ حکیم ناصر خسرو کی یادگار ہے۔ حکیم ناصر خسرو کا پورا نام ''ابو معین حمید الدین ناصر بن خسرو قبادیانی مروزی'' ہے۔ ان کی ولادت ۳۹۴ھ / ۱۰۰۳ء میں ہوئی۔ مرو کا علاقہ قبادیان ان کی جائے پیدائش ہے۔

اسی مناسبت سے وہ قبادیانی اور مروزی کہلاتے ہیں۔ بعضوں نے لکھا ہے کہ خراسان کے شہر بلخ کو ان کی جائے ولادت ہونا زیادہ قرین قیاس ہے، لیکن یہ از روئے تحقیق درست نہیں۔

نو سال کی عمر میں حفظ قرآن کی تکمیل کے بعد ناصر خسرو نے دیگر علوم کے حصول کی طرف توجہ دی اور معقولات و منقولات، نجوم و رمل، علوم دینیہ اور فنون حکمت کا گہرا مطالعہ کیا۔ ان کے علمی مرتبہ اور زمانے کے لحاظ سے ان کی اعلیٰ تعلیم پر ان کا لقب ''حکیم'' بخوبی گواہ ہے۔ ناصر خسرو اپنے زمانہ میں توریت و انجیل اور دیگر صحفِ آسمانی کے ماہرین میں محسوب ہوتے تھے اور ساتھ ہی ساتھ عبرانی زبان اور رسم الخط سے بھی اچھی طرح واقف تھے۔ تکمیل تعلیم کے بعد، ابتدا میں ناصر خسرو نے درس و تدریس کا شغل اختیار کیا۔ بعد ازیں وہ چغر بیگ کے دربار سے بحیثیت دبیر وابستہ ہوئے، لیکن تمام تر اعزازات و اختیارات کے باوجود ۴۳۷ھ / ۱۰۴۵ء میں انھوں نے سفر حجاز کے شوق میں ملازمت ترک کر دی۔ انھوں نے کم و بیش سات سال کا زمانہ سیر و سیاحت میں گزارا اور سات ہزار میل کا سفر کیا۔

ناصر خسرو ایک عالی مقام دانشور، شاعر و مصنف، تجربہ کار دبیر اور اپنے وقت کے کامیاب سیاح گزرے ہیں۔ بلکہ انھوں نے اسماعیلی مذہب قبول کر لیا تھا، اس لحاظ سے وہ خود کو ''حجت مستنصری'' اور ''حجت خراسانی'' کہلاتے تھے اور خلیفہ مستنصر کی حکومت اور اسماعیلی فرقہ کے زبردست و سرگرم مبلغین میں ان کا شمار ہوتا تھا۔ چنانچہ سات سالہ سفر سے ۴۴۴ھ / ۱۰۵۲ء میں اپنے وطن واپسی کے بعد، عقیدے اور تبلیغ کا یہی معاملہ ان کی زبردست مخالفت کا سبب بنا۔ یہاں تک کہ ان کے حق میں جلاوطنی کا شاہی حکم صادر ہوا اور اُنھیں جان بچا کر مازندران بھاگنا پڑا، جہاں کوہستان بدخشاں کے غار یمگان میں وہ بیس سال تک روپوش رہے اور بالآخر ۴۸۱ھ / ۱۰۸۸ء میں یہیں ان کی وفات ہوئی اور وہ کوہِ بدخشاں کے نواح غار یمگان میں ہی مدفون ہوئے۔

ناصر خسرو کی روپوشی کا زمانہ اس لحاظ سے اہم ہے کہ اسی دور میں انھیں تصنیف و تالیف کی طرف پوری طرح متوجہ ہونے کا موقع ملا۔ اگرچہ نظم میں ''روشنائی نامہ'' و ''سعادت نامہ'' اور نثر میں ''کنز الدقائق'' اور معقولات کی ''زاد المسافرین'' جیسی اہم کتابیں بھی ان کی یادگار ہیں لیکن ان کی اصل شہرت سفر نامہ ہی کی بدولت ہے۔

سفرنامۂ ناصر خسرو

سفر نامۂ ناصر خسرو پہلی مرتبہ ایک فرانسیسی محقق کی کاوشوں سے ۱۸۸۱ھ میں شائع ہوا۔ یہ دراصل ناصر خسرو کی طویل سیاحت کا یادگار علمی و ادبی تحفہ ہے۔ مصنف نے حجاز کے ارادے سے سفر شروع کیا اور اسے افریقہ کے شمال تک جانے کا موقع ملا۔ چنانچہ اس نے اس کتاب میں مختلف ممالک اور علاقوں کے جغرافیہ، وہاں کی تاریخ، وہاں کی مقامی تہذیب اور وہاں کے باشندوں کی عادتوں اور طور طریقوں اور ان کے آداب و رسوم کے بارے میں بہترین اور قیمتی معلومات یکجا کر دیے ہیں۔ طرزِ تحریر میں کہیں بھی بے جا مبالغہ اور بے معنی و دور از کار لفظی و معنوی صناعی سے کام نہیں لیا ہے۔ اگرچہ اس سفرنامہ میں کچھ کمی کا احساس بھی ہوتا ہے مثلاً یہ کہ ناصر خسرو نے ہر واقعہ پر خاطر خواہ مورخانہ نظر نہیں ڈالی ہے اور وہ واقعات کے اسباب و نتائج کی گہری تلاش اور مشاہدات سے نتیجہ خیز واقعات کے انتخاب کی طرف کما حقہ متوجہ نہیں رہے ہیں، لیکن اس کے باوجود یہ حقیقت ہے کہ آج سے تقریباً ہزار سال پہلے کے زمانہ کا لحاظ رکھا جائے تو کہا جا سکتا ہے کہ ناصر خسرو نے سفرنامہ نویسی کے میدان میں جو کچھ کیا ہے وہ بہت ہی حیرت انگیز ہے۔ خواجہ الطاف حسین حالؔی نے اس سفرنامہ کو دوبارہ شائع کرتے ہوئے اس کے فارسی مقدمے میں غلط نہیں لکھا ہے کہ ”تا امروز در زبان پارسی این نوع گزارش واقعات و تصویر مشاہدات ہرگز دیدہ نشدہ“ یعنی فارسی زبان میں آج تک واقعات کی ایسی پیش کش اور مشاہدات کی ایسی تصویر کبھی نہیں دیکھی گئی۔

انتخاب از سفرنامۂ ناصر خسرو

چنین گوید ابومعین ناصر بن خسرو القبادیانی المروزی کہ من مردی دبیر پیشہ بودم واز جملہ متصرفان در اموال و اعمال سلطانی و بہ کارہای دیوانی مشغول بودم و مدتی در آن شغل مباشرت نمودہ، درمیانِ اقران شہرتی یافتہ۔ در ربیع الآخر سبع وثلثین و اربع مائۃ (۴۳۷ھ) کہ امیرِ خراسان ابوسلیمان جغر بیگ بن داؤد بن میکال بن سلجوق بود، از مَرو بہ رفتم بہ شغل دیوانی و بہ پنج دیہ مرو الرّود فرود آمدم کہ در آن روز قران راس و مشتری بود۔ گویند کہ ہر حاجت کہ در آن روز خواہند، باری تعالیٰ وتقدس، روا کند۔ بگوشہ ای رفتم و دو رکعت نماز بکردم و حاجت خواستم تا خدای تعالیٰ وتبارک مرا توانگری دہد۔ چون بہ نزدیکِ یاران و اصحاب آمدم، یکی از ایشان شعر پارسی می خواند۔ مرا شعری در خاطر آمد کہ از وی در خواہم تا روایت کند، بر کاغذی نوشتم تا بہ وی دہم کہ این شعر بر خوان۔ ہنوز بدو ندادہ بودم کہ او ہمان شعر بعینہ آغاز کرد و آن حال بہ فال نیک گرفتم و با خود گفتم، خدای تبارک وتعالیٰ حاجت مرا روا کرد۔ پس از آنجا بہ جوز جانان شدم وقرب یک ماہ بہ بودم و شراب پیوستہ خوردمی۔ شبی در خواب دیدم کہ یکی مرا گفتی چند خواہی خوردن ازین شراب کہ خرد از مردم زائل کند، اگر بہ ہوش باشی بہتر۔ من جواب گفتم کہ حکما جز ازین چیزی نتوانستند ساخت کہ اندوہِ دنیا کم کند۔ جواب داد کہ در بیخودی و بی ہوشی راحتی نباشد۔ حکیم نتوان گفت کسی را کہ مردم را بہ بی ہوشی رہنمون باشد، بلکہ چیزی باید طلبید کہ خرد و ہوش بیفزاید۔ گفتم کہ من این را از کجا آرم؟ گفت جویندہ یابندہ باشد۔ پس سوی قبلہ اشارت کرد و دیگر سخنی نگفت۔ چون از خواب بیدار شدم، آن حال تمام بَر یادم بود۔ بر من اثر کرد و

باخود گفتم کہ از خواب دوشین بیدار شدم، باید کہ از خوابِ چہل سالہ نیز بیدار گردم۔ اندیشیدم کہ تا ہمہ افعال و اعمالِ خود بدل نکنم فرح نیابم۔ روز پنج شنبہ جمادی الآخر سبع و ثلثین و اربع مائتہ، نیمہَ دی ماہِ پارسیان سال بر چہار صد و دہ (۴۱۰) یزدجردی، سروتن بشستم و بہ جامع مسجد رفتم و نماز کردم و یاری خواستم از باری تبارک و تعالٰی بگزاردن آنچہ بر من واجب است۔ و دست باز شستن از مُنہیات و ناشایست چنانکہ حق سبحانہٗ و تعالٰی فرمودہ است۔ پس از آنجا بہ شبورغان رفتم۔ شب بہ دیہ فاریاب بودم و از آنجا بہ راہِ سنگلان و طالقان بہ مروالرّوذ شدم۔ پس بہ مَرو رفتم و از آن شغل کہ بہ عہدہَ من بود، معاف خواستم و گفتم کہ مرا عزمِ سفرِ قبلہ است پس حسابی کہ بود جواب گفتم و از دنیای آنچہ بود ترک کردم اِلا اندک ضروری۔ و بیست و سیوم شعبان بہ عزم نیشاپور بیرون آمدم و از مرو بہ سرخس شدم کہ سی فرسنگ است۔ روزِ شنبہ یازدہم شوال وارِدِ نیشاپور شدم ... دوم ذی قعدہ از نیشاپور بیرون رفتم در صحبتِ خواجہ موفق کہ خواجہ سلطان بود۔ براہ کوان بہ قومس رسیدیم و زیارتِ تربت شیخ بایزید بسطامی بکردم۔ روز آدینہ ہشتم ذی قعدہ از آنجا بہ دامغان رفتم۔ غرہ ذی الحجہ سبع و ثلثین و اربع مائتہ (۴۳۷) براہ آبخوری و چاشت خوران بہ سمنان آمدم و آن جا مدتی مقام کردم و طلبِ اہلِ علم کردم۔ مردی نشان دادند کہ او را استاد علی نسائی می گفتند۔ نزدیکِ وی شدم۔ مردی جوان بود۔ سخن بزبان پارسی ہمی گفت و بہ زبان اہل۔ دیلم و موی کشودہ، جمعی پیشِ وی حاضر، گروہی اقلیدس می خواندند و گروہی طب و گروہی حساب۔ در اثنای سخن می گفت کہ من بر استاد ابوعلی سینا چنین خواندم و از وی چنین شنیدم۔ ہمانا غرضِ وی آن بود کہ من بدانم کہ او شاگردِ ابوعلی سینا است۔ ... پنجم محرم ثمان و ثلثین و اربع مائتہ (۴۳۸) دہم مُرداد ماہ خمس عشر و اربع مائتہ (۴۱۵) از تاریخ فرس بجانب قزوین روانہ شدم و بہ دیہ قومہ رسیدم، قحط بود و آنجا یک من نانِ جَو بہ دو درہم می دادند و از آنجا بیرون رفتم۔ نہم محرم بہ قزوین رسیدم۔ باغستان بسیار داشت بی دیوار و خار و ہیچ چیز کہ مانع شود در رفتن راہ نبود و قزوین را شہری نیکو دیدم بارو حصین و کنگرہ بر آن نہادہ و بازار خوب اِلا آن کہ آب در وی اندک بود۔ ... دوازدہم محرم از قزوین بہ رفتم ... و بیست و ششم محرم از شمیران بہ رفتم۔ چہاردہم صفر را بہ شہر سراب رسیدم و شانزدہم صفر از شہر سراب برفتم و از

سعید آباد گزشتم۔ بیستم سفر بہ شہر تبریز رسیدم ... و در تبریز قطران نامی شاعری را دیدم۔ شعری نیک می گفت، اما زبان فارسی نیکو نمی دانست۔ پیشِ من آمد، دیوانِ منجیک، و دیوانِ دقیقی بیاورد و پیشِ من بخواند و ہر معنی کہ او را مشکل بود از من پرسید۔ با او بگفتم و شرح آن بنوشت و اشعار خود بر من خواند۔ چہار دہم ربیع الاوّل از تبریز روانہ شدیم براہ مرند و بالشکری ... تا خوئی بشدیم و از آنجا با رسولی برفتم تا برکری و از خوئی تا برکری سی فرسنگ است و در دوازدہم جمادی الاوّل آنجا رسیدیم و از آنجا بہ وان و وسطان رسیدیم در بازارِ آنجا گوشت خوک ہم چنانکہ گوشت گوسفند می فروختند و زنان و مردمان ایشان بر دکان ہا نشستہ، شراب می خوردند بی تحاشی و از آنجا بہ شہر اخلاط رسیدیم ہیژدہم جمادی الاولیٰ ... و درین شہر اخلاط بہ سہ زبان سخن گویند، تازی و پارسی و ارمنی وظن من آن بود کہ اخلاط بدین سبب نام آن شہر نہادہ اند ... بیستم جمادی الاول از آنجا برفتم بہ رباطی رسیدم۔ برف و سرمائی عظیم بود ... و از آنجا بہ شہر بطلیس رسیدم بہ درّہ در نہادہ بود، آنجا عَسل خریدم صد من بہ یک دینار برآمدہ بود بہ آن حساب کہ بہ ما بفروختند ... و از آنجا برفتیم .... بجایی رسیدیم کہ آنجا مسجدی بود۔ می گفتند کہ اویسِ قرنی قدس سرہٗ ساختہ است۔ و در آن حدود مردم را دیدم کہ در کوہ می گردیدند و چوبی چون درخت سروی بریدند۔ پرسیدم از ین چہ می کنید۔ گفتند این چوب را یکسر در آتش می کنیم و از دیگر سر آن قطران بیرون می آید۔ در چاہ جمع می کنیم و از آن چاہ در ظروف می کنیم و بہ اطراف می بریم ... پنجم جمادی الآخر ... بہ حرّان رسیدیم و از آن جا برفتیم بہ شہری رسیدیم کہ قرول نامِ آن بود۔ شنبہ دوم رجب بہ سروج آمدیم۔ دوم روز از فرات بگذشتیم و بہ منبج رسیدیم ... و از آنجا بہ شہر حلب رفتیم ... حلب را شہری نیکو دیدم ... یازدہم رجب از شہر حلب بیرون شدیم ... و دیگر روز چون شش فرسنگ طی مسافت کردیم بہ شہر سرمین رسیدیم۔ و بر در شہر اسطوانہ سنگین دیدم، چیزی بر آن نوشتہ بود بہ خطی دیگر از تازی۔ از یکی پرسیدم کہ این چہ چیز است گفت طلسم کژدمی است کہ ہرگز عقرب درین شہر نیاید و نباشد و اگر از بیرون آورند، و رہا کنند، بگریزد، و در شہر نیاید ... و بازار او بسیار معمور دیدم و مسجد آدینہ شہر بر بلندی نہادہ است۔ میان شہر کہ از ہر جانب کہ خواہند بہ مسجد در شوند۔ ... در آن مردی بود کہ ابو العلا معرّی می گفتند۔ نابینا بود، و رئیس شہر او بود۔

نعمتی بسیار داشت، و بندگان و کارگران فراوان، وخود ہمہ شہر اورا چون بندگان بودند۔ وخود طریق زہد پیش گرفتہ بود۔ گلیمی پوشیدہ، در خانہ نشستہ، وی نعمت خویش از ہیچ کس دریغ ندارد وخود صائم الدہر وقائم اللیل باشد وبہ ہیچ شغل دنیا مشغول نشود۔ ...واین مرد در شعر وادب بہ درجہ ای است کہ افاضلِ شام ومغرب وعراق مقر اند کہ درین عصر کسی بہ پایۂ او نبودہ است ونیست۔ وکتابی ساختہ آن را 'الفصول والغایات' نام نہادہ و سخن ہا آوردہ است مرموز ومثلہا بہ الفاظِ فصیح وعجیب کہ مردم بر آن واقف نمی شوند مگر بر بعضی اندک ... و پیوستہ زیادت از دویست کس از اطراف آمدہ باشند۔ وشنیدم کہ اورا زیادت از صد ہزار بیت شعر باشد۔ کسی از وی پرسید کہ ایزد تبارک وتعالیٰ این ہمہ مال ونعمت ترا دادہ است، چہ سبب است کہ مردم را می دہی و خویشتن نمی خوری۔ جواب داد کہ مرا بیش ازین نیست کہ می خورم و چون من آنجا رسیدم آن مرد ہنوز در حیات بود۔

(تلخیص شدہ)

الفاظ ومعانی

چنین گوید	-	ایسا کہتا ہے، یوں عرض پرداز ہے (عرض حال شروع کرنے کا ایک طریقہ، جیسا کہ "یکی بود یکی نبود" سے کہانی شروع کرنے کا ایک طریقہ رہا ہے)۔
القبادیانی	-	قبادیان کی طرف منسوب (جگہ کے نام سے پہلے الف لام جوڑنا، عربی کے طریقہ کا اثر ہے، مراد ہے قبادیان کا رہنے والا)
المروزی	-	مَرو کی طرف منسوب (مرو خراسان کا مشہور شہر ہے، مَرو کے رہنے والے کو مروزی کہتے ہیں جیسا کہ "رے" کے رہنے والے کو "رازی" کہا جاتا ہے)
دبیر پیشہ	-	محاسب، دبیری کا پیشہ اختیار کرنے والا (دبیر: محرر، منشی، کاتب، انشا پرداز، مضمون نگار)
متصرفان	-	(واحد: متصرف) عمل دخل رکھنے والے، تصرف کرنے والے، رد وبدل، اُلٹ پھیر کا اختیار رکھنے والے (متصرف بمعنی قابض، یہاں مراد ہے اعلیٰ اور بااختیار وبااثر عہدیدار)
اموال	-	(واحد: مال) دولت (یہاں خزانہ مراد ہے)

اعمال - (واحد: عمل) یہاں مراد ہے: امور و مشاغل اور معاملات)
دیوانی - محکمۂ مالیات، جائیداد کے مقدمے فیصل کرنے والی عدالت
کارہای دیوانی - محکمۂ مالیات کے امور
مشغول بودن - کاموں میں لگا ہوا ہونا، مصروف ہونا
مباشرت نمودن - کام کی دیکھ بھال کرنا، کسی محکمہ کی نگرانی کرنا (مترادف: مباشرت کردن، جیسے کہتے ہیں "او کارہای املاک مرا مباشرت می کند یا مباشرت نماید)
اقران - (واحد: قرن یا قرین) نزدیکی لوگ، یہاں مراد ہے، ہم عہدہ اور ہم پیشہ افراد
سبع - سات (۷)
ثلثین - تیس (۳۰)
مائۃ - سو (۱۰۰)، اربع مائۃ: چار سو (۴۰۰)
دیہ - قصبہ، گاؤں (جمع: دیہات، مترادف: روستا)
مروالرود - خراسان کی ایک ندی کا نام، یہ ندی مشہور پہاڑ، ہندوکش سے نکلتی ہے اور مَرو شہر کے نزدیک سے گزرتی ہے۔ اس ندی کا مشہور نام "مرغاب" ہے۔ "رود" بمعنی ندی ہے اور "مروالرود" میں اضافت مقلوبی کی کیفیت ہے یعنی یہ "رودالمرو" کے مفہوم میں ہے۔
فرود آمدن - اُترنا، قیام کرنا (یہاں مراد ہے: پہنچنا)
قران - ملن، نزدیک ہونا، ایک دوسرے سے پیوست ہونا (یہاں دو ستاروں کا ایک دوسرے سے قریب ہونا مراد ہے، علم نجوم والے آفتاب کے علاوہ کوئی دو ستاروں کے ایک برج میں جمع ہونے کو قران کہتے ہیں جو مبارک بات ہے)۔
راس - برج، سیارے کا گھر یا مقام، فرضی آسمانی دائرہ کا حصہ
مشتری - ایک مبارک ستارے کا نام
قران راس و مشتری - ستارہ مشتری اور راس کا نزدیک ہونا (مراد ہے علم نجوم کے اثرات کی رُو سے کوئی مبارک ساعت، ساعت سعید، شُبھ گھڑی)
باری - پیدا کرنے والا، خدائے بزرگ

تعالیٰ	-	بلند مرتبہ
تقدّس	-	پاک
باری تعالیٰ و تقدّس	-	پروردگار جو بلند مرتبہ اور پاک ہے (مترادف: خداوند بلند مرتبہ و منزّہ)
حاجت خواستن	-	دعا کرنا، مانگنا، حاجت طلب کرنا
حاجت روا کردن	-	حاجت پوری کرنا، دعا قبول کرنا
نماز کردن	-	نماز پڑھنا
تبارک	-	بڑا، بزرگ، عالی
خدای تعالیٰ و تبارک	-	خدائے برتر و بزرگ
توانگری	-	دولت مندی
توانگری دادن	-	دولت مند بنانا
اصحاب	-	دوست، ساتھی (صاحب کی جمع الجمع، یعنی لفظ صاحب کی جمع صحابہ اور صحابہ کی جمع اصحاب)
در خاطر آمدن	-	یاد آنا، ذہن میں آنا، پسند آنا
درخواستن	-	چاہنا، خواہش کرنا، گزارش و مطالبہ کرنا
روایت کردن	-	بیان کرنا، نقل کرنا، اظہار کرنا (یہاں مراد ہے ترنّم سے پڑھنا)
برخواندن	-	ترنم سے پڑھنا، گا کر پڑھنا، بلند آواز سے پڑھنا (مترادف: خوش خواندن، بلند خواندن)
حال	-	صورت حال، حالت و کیفیت
فال نیک گرفتن	-	اچھا شگون لینا (فال: شگون، جمع افول)
جوزجانان/جوزجان	-	خراسان کا ایک شہر جو دریائے مرغاب اور بلخ کے درمیان واقع ہے، اسی کو جوزجان بھی کہتے ہیں۔
شدن	-	جانا، چلنا، ہونا (یہاں مراد ہے پہنچنا)
بودن	-	رہنا، ہونا (یہاں مراد ہے ٹھہرنا، قیام کرنا)
پیوستہ	-	لگاتار، مسلسل (یہاں مراد ہے، بلاناغہ، روزانہ)
خوردمی	-	میں پیتا تھا (یہاں "می خوردم" کے معنی میں ہے)
چہ خواہی	-	تم کیا کچھ چاہتے ہو؟ کیا مقصد حاصل کرنا چاہتے ہو

زائل کردن	-	برباد اور ختم کر دینا (مراد ہے: چھین لینا، غائب کر دینا، گم کر دینا)
حکما	-	عقل مند لوگ (واحد: حکیم)
کم کردن	-	ختم کرنا، ہلکا کرنا، گھٹانا
بیخودی	-	بدحواسی، بے ہوشی، بے خبری کا عالم
راحت	-	آرام
رہنمون	-	راستہ دکھانے والا (مراد ہے بہکانے والا، بری راہ پر لے جانے والا)
رہنمون شدن	-	راستہ دکھانا (مراد ہے بری راہ پر ڈھکیلنا)
جوینده یابنده باشد	-	ڈھونڈنے والا پا ہی لیتا ہے
بریادم بود	-	مجھے یاد تھا، میری یاد میں تھا
دوشین	-	پچھلی رات، گزشتہ شب
خواب دوشین	-	پچھلی رات کا خواب، کل رات کا خواب
بیدار گشتن	-	جاگنا، بیدار ہو جانا
اندیشیدن	-	سوچنا (یہاں مراد ہے ذہنی اور نفسیاتی طور پر محسوس کرنا)
بدل کردن	-	تبدیلی لانا، بدلنا
فرح	-	خوشی، مسرت (یہاں مراد ہے، اطمینان وسکون، بے چینی سے نجات)
دَی	-	ایران کے شمسی مہینوں میں دسویں مہینہ کا نام، جو ہندی مہینہ ماگھ اور انگریزی مہینے دسمبر-جنوری کے مطابق ہوتا ہے
یزدجردی	-	بادشاہ ایران یزدگرد کی طرف منسوب
سروتن شستن	-	غسل کرنا، نہانا دھونا
یاری خواستن	-	مدد طلب کرنا، ہمت مانگنا
گزاردن	-	ادا کرنا، پورا کرنا
دست باز شستن	-	پوری طرح کنارہ کش ہو جانا، بالکل ہی چھوڑ دینا، ترک کر دینا
منہیات	-	خلاف شرع کام، ممنوعات، بُرے کام

ناشایست	–	نامناسب
حق سبحانہ تعالیٰ	–	خدائے پاک و برتر
شبورغان	–	جوز جان کے ایک آباد اور پُرنعمت شہر کا نام
فاریاب	–	خراسان کا مشہور شہر
سمنگان	–	بلخ اور طخارستان کا ایک نواحی شہر جو میوہ جات کے لیے مشہور تھا
طالقان	–	جغرافیائی کتابوں میں طالقان نامی مختلف شہر ملتے ہیں، یہاں خراسان قدیم کا وہ شہر مراد ہے جو علاقہ جوز جان کے حدود میں ہے۔
معاف خواستن	–	استعفا پیش کرنا، ملازمت سے مستعفی ہونا
حسابی کہ بود جواب گفتم	–	میں نے حساب و کتاب کا معاملہ صاف کر دیا
جواب حساب گفتن	–	لین دین کا حساب مکمل کر دینا
بیرون آمدن	–	روانہ ہونا، نکلنا
بہ عزم بیرون آمدن	–	سفر پر نکلنا
سرخس	–	ایک سرحدی ضلع جو مشہد کے پورب میں واقع ہے
فرسنگ	–	کوس (ایسے تین میل جن میں ہر میل چار ہزار گز کا اور ہر گز چوبیس انگل کا ہو)
صحبت	–	مجلس، ہم نشینی
آدینہ	–	جمعہ
غرہ	–	چاند کی پہلی تاریخ (غرہ ذی الحجہ: یکم ذی الحجہ)
مقام کردن	–	قیام کرنا
طلب	–	تلاش
نشان دادن	–	پتہ بتانا، نشاندہی کرنا
دیلم	–	ایک ملک کا نام، دیلم کے باشندے "دیلمی" کہلاتے ہیں، اُنکے سر کے بال گھونگر والے ہوتے ہیں۔
موی کشودہ	–	بال کھولے ہوئے (مراد ہے زلف بکھرائے ہوئے)
جمع	–	گروہ، جماعت، مجمع

اقلیدس - علم ریاضی کی ایک کتاب، جیومیٹری، علم ہندسہ، جیومیٹری (اقلیدس اصل میں ایک یونانی لفظ ہے جو "اقلی" اور "دس" کا مرکب ہے۔ "اقلی" کنجی کو کہتے ہیں اور "دس" ہندسہ کو۔ اقلیدس علم ہندسہ کی کتاب کا نام ہے جو اپنے مصنف حکیم اقلیدس یونانی کے نام سے مشہور ہے)

اثنا - بیچ، درمیان

اثنای سخن - باتوں کے دوران، دوران گفتگو

بَر - بغل، سینہ (یہاں مراد ہے نزدیک، سامنے)

ہمانا - شاید، بیشک (یہ لفظ لغت اضداد میں سے ہے۔ یہاں مراد ہے: یوں، اس طرح)

مُرداد - ایران کے شمسی مہینوں میں پانچویں مہینے کا نام، جو ہندی مہینہ جیٹھ کے برابر ہوتا ہے۔

فرس - ایران، ایران کے رہنے والے

تاریخ فرس - ایرانی کیلنڈر، ایرانی جنتری (یہاں تاریخ بمعنی تقویم ہے)

قزوین - ایران کے شمال میں واقع ایک مشہور شہر کا نام

باغستان - گلشن، باغ کی جگہ، چمن (مراد ہے: باغات)

باغستان بی دیوار و خار - ایسے کھلے باغات جو کسی دیواری احاطہ میں یا کانٹوں کی باڑ سے گھیرے ہوئے نہ ہوں

رفتن راہ - راستہ چلنا (مراد: راستہ طے کرنا)

بارو - قلعہ کی دیوار (مراد ہے مضبوط و بلند دیوار، مستحکم شہر پناہ)

حصین - مضبوط

باروی حصین - مضبوط و محکم دیوار (مراد ہے: مضبوط شہر پناہ، مستحکم فصیل شہر)

کنگرہ - کنگورے (طاقچے، چھوٹے گنبد اور مینارے جو خوبصورتی کے لیے شہر کی فصیلوں، قلعے کی دیواروں یا قدیم طرز کی عمارتوں کے اوپر چاروں طرف بنے ہوتے ہیں)

کنگرہ نہادن - کنگورے بنے ہونا، کنگورے نصب ہونا

تبریز - آذر بائیجان کا ایک مشہور شہر جسے ملکہ ہارون رشید نے بسایا تھا

قطران - پانچویں صدی ہجری اور عہد سلجوقی کا مشہور شاعر جس کی وفات ۴۶۵ھ/۱۰۷۲ء میں ہوئی۔ قطران کا پورا نام ابومنصور قطران عضدی تبریزی ہے۔ وہ پہلا شخص ہے جس نے آذر بائیجان میں فارسی

شاعری کی ہے۔ قطران کا وہ قصیدہ بہت مشہور ہے جو ۴۳۴ھ / ۱۰۴۲ء میں تبریز کے زلزلے سے متاثر ہو کر اس نے لکھا تھا۔ اس کا دیوان شائع ہو چکا ہے۔

نیکو دانستن - بخوبی جاننا، عمدہ واقفیت رکھنا

دیوان - کسی شاعر کی غزلوں کا مجموعہ (جمع: دواوین)

مجیک - چوتھی صدی کے نصف آخر کا ایک شاعر جس کا پورا نام ابوالحسن علی بن محمد مجیک ترمذی ہے۔ اس نے چغانی امرا کی شان میں قصیدہ لکھا ہے۔ اس کا ہجویہ اور ہزلیہ کلام بھی ملتا ہے۔

دقیقی - چوتھی صدی ہجری کا ممتاز شاعر جس نے سامانیوں کا زمانہ پایا۔ دقیقی کا پورا نام ابومنصور محمد بن احمد دقیقی بلخی ہے۔ وہ چغانیوں کے دربار سے وابستہ تھا۔ دقیقی کا شاہنامہ نامکمل ہی سہی مگر مشہور ہے۔ اسی کو "گشتاسپ نامہ" بھی کہا جاتا ہے۔ دقیقی ۳۶۵ھ/۹۷۵ء میں اپنے غلام کے ہاتھوں قتل ہوا۔

رسول - قاصد (مراد ہے: گائیڈ جو سیاحوں کی رہنمائی کرتا ہے)

خوک - سؤر (مترادف: خنزیر)

گوسفند - بکری

بی تحاشی - بے دھڑک، بے تامل (یہاں مراد ہے حد سے زیادہ اور مسلسل)

ہیودہ / ہجدہ - اٹھارہ (۱۸)

تازی - عربی

ارمنی - ارمنستان کا رہنے والا۔ ارمنستان ایک ملک کا نام ہے جو ایران و روم اور فرنگ کے درمیان واقع ہے۔

ظن - خیال، گمان (جمع: ظنون)

ظن من آن بوَد - میرا خیال یہ ہے

رباط - سرائے، مسافر خانہ (جمع: رباطات، رباط ہا)

سرمائی - سردی، ٹھنڈک

برف و سرمائی عظیم - سخت ٹھنڈک اور گہرا کُہر

درّہ - پہاڑوں کا درمیانی راستہ، گھاٹی جیسے دَرّۂ خیبر

درنہادن – رکھنا (یہاں مراد ہے: آباد کرنا، بسانا)
بہ درہ درنہادہ بود – گھاٹی میں بسا ہوا تھا
عسل – شہد
اویس قرنی – ایک مشہور ولیٔ کامل، عاشقِ رسولؐ، رسول پاکؐ کے ایک نادیدہ شیدائی، جن کا تعلق ملک یمن کے معروف قبیلہ قرن سے تھا۔
قدس سرہٗ – پاک ہوان کا راز (سِرّ: راز، یہ وصال یافتہ بزرگان دین کے نام کے بعد استعمال ہوتا ہے)
حدود – (واحد: حد) مراد ہے: علاقہ، اطراف
گردیدن – گھومنا، پھرنا، مراد ہے (چکّر کاٹنا)
سرو – ایک مشہور درخت جو سیدھا اور چکنا ہوتا ہے
یک سر – ایک سرا
درآتش کردن – آگ میں ڈالنا
قِطران – تارکول، کولتار، چیڑ کا تیل
چاہ – کنواں (یہاں مراد ہے: گڈھا)
درظروف کردن – برتنوں میں رکھنا (مراد ہے: برتنوں میں نکالنا)
فرات – کوفہ کے پاس ایک نہر کا نام
طی مسافرت کردن – سفر طے کرنا، راستہ طے کرنا
اسطوانہ – کھمبا، ستون (جمع: اساطین)
خطی دیگر از تازی – عربی سے مختلف کوئی دوسرا رسم خط
طلسم – خوفناک شکل، جادوئی نقش، جادوئی تماشا
کژدم – بچھو (مترادف: عقرب)
طلسم کژدم – بچھو کا طلسم (مراد ہے: بچھو سے حفاظت کے لیے نقش)
ہرگز – کبھی
عقرب – بچھو (جمع: عقارب)

نباشد - نہیں رہے گا (مراد ہے: نہیں ٹھہر پائے گا)

رہا کردن - چھوڑ دینا (مراد ہے باہر سے لا کر رکھ دینا، باہر سے لا کر چھوڑ دینا)

معمور - آباد، آراستہ، سجا سجایا

مسجد آدینہ - جامع مسجد، جہاں جمعہ کی نماز ادا ہوتی ہے۔

بر بلندی نہادہ است - بلندی پر تعمیر ہوا ہے

ابوالعلامعری - عربی کا مشہور شاعر و ادیب اور زبان داں جس نے پانچویں صدی ہجری کا زمانہ پایا۔ اس کا اصل نام احمد بن عبداللہ اور سال وفات ۴۴۹ھ ۱۰۵۷ء ہے۔ ابوالعلامعری بچپن ہی میں نابینا ہو گیا تھا، اس نے اپنے وطن مردہ میں مختلف علوم کی تحصیل کے بعد، بغداد میں علم حدیث پڑھا اور پھر وطن آ کر تصنیفی کاموں میں مشغول ہوا۔ دیوان، شاعری کی کتاب لزوم ما لا یلزم، کتاب الفصول والغایات، کتاب امالی اور رسالہ غفران و رسالہ عروض اس کی علمی یادگاریں ہیں۔

نعمت - دولت و ثروت، مال و زور

کارگران - (واحد: کارگر)، خدمت گار (مترادف: کارگزار)

فراوان - بہت سارا

طریق زہد - دنیا کی چیزوں سے بے رغبتی کا طریقہ

پیش گرفتن - اختیار کرنا، اپنانا

گلیم پوشیدن - کمبل اوڑھنا

دریغ داشتن - تامل کرنا، پس و پیش کرنا، ہچکچانا

دریغ - افسوس، حسرت، تامل

صائم الدہر - ہمیشہ روزہ رکھنے والا

قائم اللیل - عبادت کے لیے رات بھر جاگنے والا

افاضل - نہایت ہی قابل (جمع افاضلین)

مُقر - اقرار کرنے والا، (مراد ہے: اعتراف کرنے والا، معترف)

عصر - زمانہ

نبودہ است ونیست	-	نہ ہوا ہے اور نہ ہے
آوردن	-	بیان کرنا، لانا
مرموز	-	پوشیدہ
مثل	-	کہاوت، ضرب المثل
فصیح	-	فصاحت سے بھرپور، زبان وقواعد کے مطابق
زیادت	-	زیادہ
دویست	-	دوسو
صد ہزار	-	ایک لاکھ (مترادف: یک لک)

غور کرنے کی باتیں:

☆ فارسی میں شاعری اور نثر نگاری کے لیے ایک سے زیادہ اسالیب کا رواج رہا ہے۔ سب سے قدیم ''سبکِ خراسانی'' ہے جس کی بنیادی خصوصیت سادگی ہے۔ اس اسلوب کے زیر اثر غزنوی اور سلجوقی دور میں جو نثری کتابیں لکھی گئیں ان میں کئی باتیں قابلِ لحاظ ہیں۔ مثلاً یہ کہ لکھنے والوں نے عربی لغات کے استعمال سے دریغ نہیں کیا ہے بلکہ عربی نثر کی شعوری پیروی کی گئی ہے۔ نظام الملک طوسی کی کتاب ''سیاست نامہ'' ہو یا ناصر خسرو کا سفرنامہ، ان میں یہ اثرات روشن ہیں۔

☆ سفرنامۂ ناصر خسرو میں ایسے جملے ملتے ہیں جن میں فعل شروع میں ہے۔ یہ دراصل عربی نثر کی تقلید کا اثر ہے۔ یہاں ''اطناب'' بھی ہے یعنی ادائے مطلب کے لیے کچھ الفاظ بڑھائے گئے ہیں جو فائدے سے خالی نہیں۔ تاریخ، مہینے اور سنہ کو لفظوں میں لکھنا اور مطابق تاریخ بھی اسی طرح لکھنا، ایک قسم کے ''اطناب'' ہی میں داخل ہے۔ سفرنامہ کی عبارت میں قرینے کی بنیاد پر حذف افعال کی مثالیں بھی ملتی ہیں۔ یہ بھی سبک خراسانی کی ادبی خصوصیات میں شامل ہے۔

معروضی سوالات:

۱- ناصر خسرو کا پورا نام کیا ہے؟
۲- ناصر خسرو کا لقب بتائیے۔
۳- ناصر خسرو کی ولادت کب ہوئی؟
۴- ناصر خسرو نے کب وفات پائی؟
۵- ناصر خسرو کی قبر کس پہاڑ کے غار میں ہے؟
۶- ناصر خسرو کس عہدے پر فائز تھا؟
۷- سفر نامۂ ناصر خسرو پہلی مرتبہ کب شائع ہوا؟
۸- ناصر خسرو کی کسی منظوم کتاب کا نام بتائیے؟
۹- ناصر خسرو کے والد کا نام کیا تھا؟
۱۰- درباری ملازمت سے پہلے ناصر خسرو کا مشغلہ کیا تھا؟
۱۱- اس سفر نامہ میں کون سے دو شاعر کے دیوان کا ذکر ہے؟
۱۲- ناصر خسرو نے دو عجیب چیزیں دیکھیں، وہ کیا ہیں؟
۱۳- ناصر خسرو نے تین زبانوں کا کون سا شہر دیکھا؟
۱۴- ناصر خسرو نے کس مشہور بزرگ کا مزار دیکھا؟
۱۵- ناصر خسرو کی زندگی میں کس واقعہ نے انقلاب پیدا کیا؟
۱۶- ابتدائی زندگی میں ناصر خسرو کیسا آدمی تھا؟

تفصیلی سوالات:

۱- قطران سے ناصر خسرو کی ملاقات کا حال لکھیے۔

۲- ''ناصر خسرو: حالات اور کارنامے'' پر ایک مضمون لکھیے۔
۳- سفرنامہ کے حوالے سے کسی مقام کے بازار کا حال لکھیے۔
۴- سفرنامے کی علمی اور ادبی اہمیت بتائیے۔

عملی کام:

۱- اگر آپ نے کسی مقام کا سفر کیا ہے تو اسے سفرنامہ کی صورت میں تحریر کیجیے۔
۲- ناصر خسرو نے جو عمارتیں دیکھیں اور جن لوگوں سے ملاقات کی، ان کی ایک فہرست بنائیے۔
۳- اپنی کتاب سے چند خاص تاریخوں کو فارسی لفظوں میں لکھنے کی مشق کیجیے۔
۴- ناصر خسرو کے سفرنامے میں مختلف شہروں کے نام ہیں، ان میں سے کچھ مشہور شہر کو جغرافیائی نقشہ میں ڈھونڈیے۔

داستانِ کوتاہ

قصہ کی مختلف قسمیں ہیں اور ان میں داستان اور ناول کی طرح افسانہ بھی مشہور و معروف ہے۔ فارسی میں ناول کے لیے ''نول'' یا ''رمان'' اور مختصر افسانے کے لیے ''داستانِ کوتاہ'' کی اصطلاح رائج ہے۔ داستان میں کئی زندگی کے کئی پہلو اور ناول میں ایک زندگی کے کئی پہلو دکھائے جاتے ہیں جب کہ افسانہ یعنی داستانِ کوتاہ میں ایک زندگی کا ایک ہی پہلو دکھایا جاتا ہے۔

فارسی میں ڈرامے اور ناول کی طرح ''داستانِ کوتاہ'' اگرچہ ایک ایسی نثری کہانی ہے جو ایک ہی نشست میں پڑھی جا سکے، لیکن یہ سیدھی سادی کہانی نہیں بلکہ ایک فنی تخلیق ہے جس میں زمینہ یعنی پلاٹ اور افرادِ قصہ یعنی کردار کے علاوہ زمان و مکان لازمی اجزا کی حیثیت رکھتے ہیں اور یہی باتیں ''داستانِ کوتاہ'' کو سادہ حکایتوں سے ممتاز بناتی ہیں۔ یہاں تاثر اور زمان و مکان کی وحدت ہوتی ہے اور فن کار اپنے نقطۂ نظر کو مقصدیت کی پیش کش کے فنی آداب کے ساتھ سامنے لاتا ہے اور مختلف مصلحتوں سے عام طور پر افسانہ کی بنیاد کسی نفسیاتی حقیقت پر رکھتا ہے۔

فارسی میں داستان کوتاہ کی شروعات ناول کے بعد ہوئی۔ ابتدا میں سعید نفیسی اور رضا ہنری نے غیر ملکی زبان کے افسانوں کو فارسی کا جامہ عطا کیا اور مترجمہ افسانوں کے ساتھ ساتھ، صحافت نے بھی اس راہ میں یوں سہارا دیا کہ رسالہ ''افسانہ'' کا اجرا عمل میں آیا، جس کا مقصدِ خاص اس کے نام ہی سے ظاہر ہے۔ محمد علی جمال زادہ فارسی کے پہلے افسانہ نگار ہیں۔ ان کا افسانوی مجموعہ ''یکی بود یکی نہ بود'' ۱۹۲۰ء میں برلن سے شائع ہوا، جسے فارسی قصہ کی دنیا میں ایک ''ادبی دھماکہ'' کہا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ محمد علی جمال زادہ کے مجموعے ''صحرائے محشر'' اور ''راہ آب نامہ'' بھی خاص

اہمیت رکھتے ہیں۔

جمال زادہ کے بعد دوسرے افسانہ نگار صادق ہدایت ہیں۔ ان کی کہانیوں میں عام اور معمولی لوگوں اور نچلے اور پسماندہ طبقوں کے افراد کو یوں کردار بنایا گیا ہے کہ کہیں خنجر ہانکنے والے کے کارِستم سے، کہیں پرانے خیالات کی زرّیں کلاہ سے اور کہیں پارسا بننے والی آبجی خانم سے قاری کی ملاقات ہوتی رہتی ہے۔ ''زندہ بگور'' اور ''سہ قطرۂ خون'' کے علاوہ ''سگِ دلگرد'' اور ''سایۂ روشن'' ان کے افسانوی مجموعے ہیں۔ بزرگ علوی، جمال زادہ کے پیروکار ہیں جن کا مجموعہ ''چمدان'' مشہور ہے۔ حسین قلی مستعان نے اجتماعی زندگی پر افسانے لکھے ہیں۔ ''اندیشہ ہای جوانی'' اور ''ارمغان زندگی'' کے نام سے ان کے مجموعے موجود ہیں۔

''پراگندہ'' اعتماد زادہ کا اور ''خیمۂ شب بازی'' صادق چوبک کا افسانوی مجموعہ ہے۔ صادق چوبک کا شمار ان ادیبوں میں ہوتا ہے جنھوں نے فارسی میں داستان کوتاہ کو نئی جہت بخشی ہے۔ اسی طرح اس صنف کے فروغ میں اہم کردار ادا کرنے والوں میں میر محمد حجازی کے علاوہ غلام حسین ساعدی اور جمال میر صادقی کے نام اہم ہیں۔

''دید و باز دید'' کے مصنف جلال آل احمد اور ''قوس قزح'' کے مصنف نوری بھی ممتاز افسانہ نگار ہیں۔ اس صنف کے فن کاروں میں بہرام صادقی اور رسول پرویز کی خدمات بھی ناقابلِ فراموش ہیں۔ اگرچہ فارسی میں داستانِ کوتاہ کی عمر بس ایک صدی کے قریب ہے لیکن کیف وکم دونوں ہی لحاظ سے اس کا سرمایہ قابلِ لحاظ ہے اور اس میں گراں قدر اضافے کا سلسلہ جاری ہے۔

میر محمد حجازی

فارسی میں داستانِ کوتاہ یعنی افسانہ کا رواج ناول کے مقابلے میں ذرا دیر سے ہوا۔ بیسویں صدی عیسوی کے نصف دوم میں جن ادیبوں کو افسانہ نگاری میں شہرت حاصل ہوئی، ان میں مطیع الدولہ میر محمد حجازی کا نام بہت ہی اہم ہے۔ حجازی ۱۳۱۷ھ / ۱۸۹۹ء میں تہران میں پیدا ہوئے۔

حجازی کے والد سید نصر اللہ اپنے وقت کے دانشوروں میں شمار ہوتے تھے۔ حجازی کی والدہ ہما خانم ایک معزز گھرانے کی بیٹی تھیں۔ محمد حجازی نے ابتدائی تعلیم گھر پر حاصل کی، پھر شیخ محمد موبستانی سے عربی و فارسی کا درس لیا۔ بارہ سال کی عمر تک مدرسہ ہدایت میں زیر تعلیم رہے اور پھر تہران کے کیتھولک اسکول میں داخلہ لیا۔ مدرسہ سن لوئی تہران سے ثانوی درجات کی تعلیم ختم کرنے کے بعد ۱۳۳۹ھ / ۱۹۲۰ء میں محکمۂ ڈاک وتار سے وابستہ ہو گئے۔ ۱۳۴۴ھ / ۱۹۲۵ء میں وزارتِ ڈاک وتار کے وظیفے پر ریڈیو انجینئرنگ کی ٹریننگ کے لیے فرانس گئے۔ قیام یورپ کے تقریباً آٹھ برسوں میں انھوں نے مختلف موضوعات کا گہرا مطالعہ کیا۔ وطن واپسی کے بعد محکمہ مالیات، محکمہ تعلقات عامہ اور شعبہ نشر و اشاعت کے اعلیٰ عہدوں پر خدمات انجام دیتے رہے۔ یہاں تک کہ ۱۳۷۰ھ / ۱۹۵۰ء میں نائب وزیر اعظم کے منصب پر بھی فائز ہوئے۔ محمد حجازی ۱۳۹۶ھ / ۱۹۷۴ء میں اس دنیا سے رخصت ہوئے۔

میر محمد حجازی نے ایک مرتبہ ہندستان کا بھی سفر کیا اور دہلی میں اقامت پذیر ہوئے۔ یہ دوسری جنگ عظیم کے زمانے کا واقعہ ہے۔ اس زمانے میں وہ فارسی زبان میں سیاسی پروپگنڈے کے مہتمم اور رسالہ ''جہان آزاد'' کے مدیر تھے۔

میر محمد حجازی اگرچہ شعبۂ ٹیلی گراف میں خصوصی تکنیکی مہارت رکھتے تھے لیکن ان کی طبیعت شروع سے ہی ادب کی طرف مائل تھی۔ علم نفسیات سے انھیں فطری لگاؤ تھا۔ اس موضوع پر انھوں نے ''رواں شناسی'' کے نام سے ایک

کتاب بھی تصنیف کی۔ ''تلغرافِ بی سیم''، ''عیش پیری''، ''حکمتِ ادیان''، ''سلاست روح''، ''میہنِ ما'' وغیرہ ایسی کتابیں ہیں جو ان کی مختلف الجہات شخصیت اور علمی خدمات کا پتا دیتی ہیں۔

حجازی کی ادبی تصانیف میں ناول ''ہما''، ''پری چہرہ''، ''زیبا'' اور ''سرشک'' مشہور ہیں۔ ''ہما'' کا اردو ترجمہ سجاد حیدر یلدرم نے کیا تھا۔ تمثیلات میں ''عروسِ فرنگی''، ''مسافرتِ قم'' اور ''محمود آقا را وکیل کنید'' حجازی کی بہترین یادگار ہیں۔ ''پروانہ''، ''آہنگ''، ''رازِ پنہاں''، ''اندیشہ''، ''آئینہ'' اور ''ساغر'' ان کے مضامین اور کہانیوں کے مجموعے ہیں۔

حجازی کے افسانوں کا خاص وصف یہ ہے کہ وہ متوسط طبقہ کے کرداروں کو بڑی مہارت کے ساتھ پیش کرتے ہیں۔ مغربی رجحانات سے متاثر ہونے کے باوجود قدیم روایتوں کو یکسر نظر انداز کرنا انھیں گوارا نہیں۔ حجازی اصلاً نفسیاتی افسانہ نگار ہیں اور ماحول و معاشرہ کی اصلاح ان کی کہانیوں کا بنیادی مقصد ہے۔ ان کے افسانوں کی زبان سادہ، سہل اور روزمرّہ کے حسن سے آراستہ ہے۔

سرنوشتِ گُل ها

هر قدر من از آن گل فروش راضی وشاکرم، اواز من ناراضی و گِله منداست۔

من از آن ممنونم که گل فروش شده، هر روز سر راهِ من، یک خرمنِ گل می چیند وفکر مرا از زمین به بهشت می بَرد۔

اگر تفنگ فروش شده بود چه می کردم!

او از من شاکی است که چرا مدتی می ایستم واز پشتِ شیشه با گلهایش راز ونیاز ومغازله می کنم، وارد نمی شوم و یکی را نمی خَرم۔

چکنم که نمی داند من بَلَد نیستم از گل نگه داری کنم۔ حیفم می آید گل را از گل ها جدا کرده باشم، نمی توانم یکی را انتخاب کنم، گلها همه را دوست می دارم ...اما یک روز که سرگرمِ تماشا بودم، آمد، بیرونِ دَر ایستاد، وچشم مان بهم افتاد:

گفت: ''اگر غیر از این ها گلی بخواهید، برای تان فراهم می کنم''۔

فهمیدم، چه عقده ای در دل دارد؟ ناچار وارد گلستان شدم وکار دنیا را فراموش کردم: می دیدم و می بوییدم ودست می زَدَم واز حال وزندگی گلها می پرسیدم۔ چنان بی تاب بودم که با گل فروش طرح دوستی ریختم وبا خود گفتم، بعد از ین هر روز به بهانۂ دوستی می آیم ومدتی درمیان گلها می نشینم۔

دراین ضمن باغبانی آمد و یک سَبَدِ گل آورد۔ دختری را از پشت مغازه صدا زدند که بیاید و دسته بَندد۔
اگر گل چیدن کارِ جلاّ د است، گل را نوازش کردن و بَستن و زینت کردن کارِ دختر ہاست۔ تماشائی
از این دلکش تر نیست که دختری دستهٔ گل بِبَندد۔

دختر نشست و گل ہا را در جلوی خود پہن کرد۔ یکی را دستِ راست می گزاشت و یکی را دستِ چپ۔
من مجذوبِ این گل بازی بودم و نَفَس نمی کشیدم، ناگہان بہ نظرم آمد که مادری بچہ ہای خود را دو دسته
می کند! پریشان شدم که مگر بہ چشمِ مادر ہم میان بچہ ہا فرقی است؟

بی اختیار پُرسیدم:

''چرا این گل ہا را دو قسمت می کنید؟''

گفت: ''با این ہا یک دسته گل برای عروسی می بندم، با آن ہا یک حلقهٔ گل برای تابوت، درست
می کنم''۔

دلم از این ستم فرو ریخت، دیدم گلِ بی گناہ ہم گرفتارِ ہوسِ بخت و سرنوشت است! یکی باید با دست و
لبِ عروسی بازی کند، دیگر شبِ تاریک را در گورستان روی خاک بخوابد...

گفتم: ''آخر این فرق و امتیاز برای چی است؟''

گفت: ''گل ہای خندان را می گزاریم برای عروسی، گل ہای غم ناک را برای عزا''۔

دیدم، حق با اوست، ما ہم بعضی نالانیم و برای ناخوشی آفریدہ شدہ ایم، بعضی ہم خندانیم و نصیبِ مان
خوشی است۔

الفاظ و معانی

سرنوشت - قسمت، تقدیر، پیشانی کی لکیر

• ہر قدر - جس قدر، جتنا

گلہ مند	-	شاکی، شکایت کرنے والا (گلہ: شکایت، مترادف: شکوہ)
سرراہِ من	-	میرے آنے جانے کے راستے میں، میرے راستے پر
تفنگ فروش	-	بندوق بیچنے والا، مراد ہے اسلحہ فروش، اسلحوں کا بیوپاری
شدہ بود	-	ہوتا، ہو جاتا
از پشت شیشہ	-	شیشہ کے باہر سے (پشت: پیچھے، پیٹھ)
شیشہ	-	مراد ہے، دکان کا شوکیس (شیشہ مغازہ)
مغازلہ	-	عشق ومحبت کی بات چیت، پیار بھری بات
مغازلہ کردن	-	غزل کہنا، پیار بھری باتیں کرنا
بلد نیستم	-	میں آشنا نہیں ہوں (بلد بودن یا بلد شدن: واقف ہونا)
حیف آمدن	-	افسوس ہونا (مترادف: تاسف گشتن)
دوست داشتن	-	پسند کرنا، عزیز رکھنا
سرگرمِ تماشا بودن	-	دیکھنے میں محو ہونا، دیکھنے میں کھویا ہوا ہونا
چشم بہم اُفتادن	-	ایک دوسرے کی نظر ملنا، ایک دوسرے پر نظر پڑنا، آنکھیں چار ہونا
برای تان	-	آپ کے لیے، آپ کی خاطر، تمھارے لیے (تان: ضمیر متصل ہے)
عقدہ	-	خیال، راز کی بات، گرہ، گتھی
عقدہ در دل داشتن	-	اندر سے، دل سے چاہنا، دل میں کوئی بات رکھنا
دست زدن	-	چھونا (مترادف: لمس کردن
طرح ریختن	-	منصوبہ بنانا
طرح دوستی ریختن	-	دوستی کا منصوبہ بنانا، دوستی کی شروعات کرنا (مترادف: طرح دوستی انداختن)
مغازہ	-	بڑی دُکان، جنرل اسٹور
دستہ بستن	-	گلدستہ بنانا
گل چیدن	-	پھول توڑنا
نوازش کردن	-	عزت بخشنا (مترادف: اقبال فرمودن، اقبال کردن)

زینت کردن	-	سجانا، آراستہ کرنا
پہن کردن	-	بچھانا، پھیلانا (مترادف، گستردن)
مجذوب	-	محو، مست و دیوانہ، سودائی، صاحب جذبہ، محبت میں غرق
گل بازی	-	پھولوں سے دل بہلانا، بازی: کھیلنا
نفَس کشیدن	-	سانس لینا، حرکت کرنا
نَفَس نمی کشیدم	-	میں دَم سادھے ہوئے تھا، سانس بھی نہیں لے رہا تھا (مراد ہے کہ بالکل محو تھا)
بہ نظر آمدن	-	مراد ہے: محسوس ہونا، تصور میں دکھائی دینا
دو دستہ کردن	-	دو طرف بانٹ دینا، دو حصوں یا دو خانوں میں رکھ دینا
حلقۂ گل	-	پھولوں کا گول دستہ جو پہیہ کے مانند ہوتا ہے، ہار
درست کردن	-	تیار کرنا، ٹھیک کرنا، بنانا، سنوارنا، تیار کرنا
دل فرو ریختن	-	دِل کٹ کر رہ جانا، دل خون ہونا
ہوس بخت	-	اچھی قسمت یا تقدیر کی ہوس، آرزو
بازی کردن	-	کھیلتے رہنا، کھیلنا
عزا	-	سوگ، غم
حق با اوست	-	حق اسی کے ساتھ ہے، وہی حق پر ہے

غور کرنے کی باتیں:

☆ افسانہ کو زندگی کی ایک قاش کہا گیا ہے کیوں کہ یہ زندگی کا صرف ایک ہی روپ دکھاتا ہے۔ مختصر افسانہ یا "داستان کوتاہ" میں افسانہ نگار بالعموم اپنے افسانہ کی بنیاد نفسیاتی حقیقت پر رکھتا ہے تا کہ پڑھنے والوں کی توجہ مرکوز رہے اور وہ کہانی سے جو جو کیفیت پیدا کرنا چاہتا ہے اس میں اسے ناکامی نہ ہو۔ میر محمد حجازی کی کہانیوں میں قصہ کی اساس اور بافت کا یہ شعور موجود ہے۔

☆ حجازی کا افسانہ "سرنوشت گلہا" نفسیاتی کہانی ہے۔ اس کا آغاز ڈرامائی انداز سے ہوتا ہے جو

قاری کی توجہ مبذول کرنے کے لیے کافی ہے۔ یہاں افسانہ نگار نے ماجرا نویسی کے فن میں کوتاہی سے کام نہیں لیا ہے۔ ایک بالکل امکانی بات ہے جس سے کہانی آگے بڑھتی ہے اور ایک اتفاقی بات، جس سے کہانی نیا رُخ لیتی ہے، ایک ذہنی کسک سے اُبھرنے والے سوال کا جواب کہانی کو کلائمکس پر لے آتا ہے۔ افسانے میں پھولوں کی ٹوکری لے کر آنے والے باغبان کے علاوہ جسے ہم صرف آتے ہوئے دیکھتے ہیں، کرداروں کی ایک تثلیث بنتی ہے۔ گل فروش کا کردار، تجارتی ذہن اور کاروباری نفسیات رکھنے والا کردار ہے جب کہ افسانہ نگار کا کردار ایک حساس اور جذباتی آدمی کے روپ میں سامنے آتا ہے اس کی نفسیات، جمال پرستی کی نفسیات ہے۔ ان مرد کرداروں کے مقابلے میں افسانے کا واحد نسوانی کردار، ایک دوشیزہ ہے، جو اگرچہ مزدوری کرتی ہے اور پھولوں کی دستہ بندی کے کام پر متعین ہے لیکن اس کی نفسیات میں واقعیت پسندی کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے۔ افسانے کے مکالمے کرداروں کے عین مطابق اور ان کی ذہنی ونفسیاتی عکاسی میں پوری طرح کامیاب ہیں۔ ساتھ ہی ساتھ افسانہ نگار کی خود کلامی بھی بہت موثر اور برجستہ ہے۔

☆ ''سرنوشتِ گلہا'' کا افسانہ نگار راستے سے گزرتے ہوئے پھولوں کی دُکان کو روزانہ حسرت بھری نگاہوں سے دیکھتا ہے۔ آخر کار ایک دن دُکاندار اس سے اپنی مخصوص کاروباری پیشکش کے ساتھ مخاطب ہوتا ہے اور کہانی کار کو دُکان کے اندر جانا پڑتا ہے۔ اسی درمیان ایک باغبان پھولوں کی ٹوکری لے کر آجاتا ہے اور ایک لڑکی کو آواز دی جاتی ہے۔ وہ دُکان کے پیچھے سے آتی ہے اور بیٹھ کر پھولوں کی دستہ بندی کے لیے انھیں الگ الگ کرنے لگتی اور اپنے دائیں بائیں رکھتی چلی جاتی ہے۔ یہ منظر دیکھ کر افسانہ نگار کو ایسا لگتا ہے جیسے ماں، بچوں میں فرق کر رہی ہو۔ وہ لڑکی سے بے اختیار سوال کرتا ہے ''چرا این گلہا را دو قسمت می کنید؟'' اور اسے جواب ملتا ہے ''یک دستۂ گل برای عروسی و یک حلقۂ گل برای تابوت''۔ یہی دراصل پھولوں کی قسمت ہے اور یہی زندگی کی

سچائی ہے۔اس طرح نفسیاتی الجھن دور ہوتی ہے اور حقیقت کھل جاتی ہے۔

☆ افسانے کا مقصد تقدیر کے جبر کو دکھانا اور بے بنیاد غلط فہمی میں پڑنے کے بجائے قسمت پر شاکر رہنے کی تعلیم دینا ہے۔

معروضی سوالات:

۱- حجازی کس زمانے میں دہلی میں تھے؟
۲- حجازی کے والد گرامی کا نام بتائیے۔
۳- ہما خانم کون تھیں؟
۴- حجازی کب پیدا ہوئے؟
۵- حجازی نے یورپ میں کتنے دنوں قیام کیا؟
۶- حجازی کی دو کتابوں کے نام لکھیے۔
۷- حجازی نے ریڈیو انجینئرنگ کی تعلیم کہاں پائی؟
۸- حجازی نائب وزیر اعظم کب بنے؟
۹- حجازی کے ناول ''ہما'' کا اردو میں کس نے ترجمہ کیا ہے؟
۱۰- حجازی نے نفسیات پر کون سی کتاب لکھی ہے؟
۱۱- ''اندیشہ'' کیا ہے؟ ناول، افسانہ، ڈرامہ؟
۱۲- ۱۹۲۰ء میں حجازی کس محکمہ سے وابستہ ہوئے؟
۱۳- افسانہ نگار نے کس منظر کو بہت ہی دلکش کہا ہے؟
۱۴- گل چینی افسانہ نگار کی نظر میں کیا ہے؟
۱۵- افسانہ نگار گل فروش کا ممنون کیوں ہے؟
۱۶- افسانہ نگار نے کن کاموں کو لڑکیوں کا کام کہا ہے؟

تفصیلی سوالات:

۱- حجازی کی زندگی اور افسانہ نگاری پر روشنی ڈالیے۔

۲- فارسی میں افسانہ نگاری کے ارتقا پر جامع نوٹ لکھیے۔

۳- داخلِ نصاب افسانے کے نسوانی کردار پر روشنی ڈالیے۔

۴- داخلِ نصاب افسانے کا خلاصہ لکھیے۔

۵- ''سرنوشتِ گلہا'' کے حوالے سے حجازی کے فن پر مختصر نوٹ لکھیے۔

عملی کام:

۱- ایسے الفاظ جمع کیجیے جن کے ساتھ ضمیر متصل ہے یا صیغہ کی ضمیر، اور ان کے معنی لکھیے۔

۲- افسانے سے چند محاورات چنیے اور ان کے معانی یاد کیجیے۔

۳- افسانے کا وہ جملہ ڈھونڈیے جس میں طنز بھی ہے اور مزاح بھی۔

مکتوب نگاری

مکتوب، خط اور نامہ جیسے الفاظ مشہور ہیں۔ خط لکھنے والے کو مکتوب نگار اور جسے خط لکھا جائے اُسے مکتوب الیہ کہتے ہیں۔ مکتوب نگاری شخصی اظہار اور ترسیل و ابلاغ کا بہترین ذریعہ ہے۔ اس کا رواج زبان وادب میں قدیم عہد سے موجود ہے۔ مکتوب کی متعدد قسمیں ہیں۔ مثلاً مذہبی وصوفیانہ اور شاہی وادبی مکتوبات، نجی، سیاسی، دفتری و کاروباری، علمی و معلوماتی اور تفریحی مکاتیب۔

مکتوب نویسی دراصل قلم کی زبان سے باتیں کرنے کا فن ہے اور دنیا کی کسی بھی زبان کا سرمایہ مختلف قسم کے خطوط سے تہی داماں نہیں۔ دیگر انواعِ ادب کے برخلاف مکتوب نویسی کا امتیاز یہ ہے کہ اس میں کئی مخاطب کے بجائے ایک مخاطب ہوتا ہے۔ یہاں لکھنے والے کے لیے فطری اور بے تکلف اندازِ تحریر باقی رکھنے کا زیادہ سے زیادہ امکان رہتا ہے۔ لکھنے والا اگر صاحبِ نظر اور توانا قلم ہو تو پھر اس کے مکاتیب علم وادب کا بیش بہا سرمایہ قرار پاتے ہیں۔

مکتوبات کو اپنی ارتقائی تاریخ میں یہ امتیاز حاصل ہے کہ اس میں انبیائے کرام کے نام اور کام بھی شامل ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے خطوط، ان کے حواریوں کے نام اور نبی آخر الزماں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے خطوط کسرائے فارس، والیِ حبش اور دیگر فرماں رواؤں کے نام معروف و مشہور ہیں۔ خلفائے راشدین کے خطوط بھی اس صنف کی تاریخ کا اہم حصہ ہیں۔ مشہور کتاب ''نہج البلاغہ'' حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے خطبات و خطوط ہی کا مجموعہ ہے۔

دورِ اموی اور دورِ عباسی میں جو خطوط لکھے گئے ان میں سیاسی بھی ہیں اور مذہبی بھی۔ کربلا کے واقعے میں خط لکھ کر حضرت امام عالی مقام کو بلانے کی بات اور عباسی دور میں حضرت امام مالک کا خط ہارون رشید کے نام اسی نوعیت کے خطوط ہیں۔ سامانی، دیلمی اور غزنوی دور میں انشا و ترسل کا محکمہ قائم تھا جس کا ذکر ''چہار مقالہ'' میں موجود ہے۔

فارسی میں بہت سارے مشاہیر ادب و سیاست مثلاً نظام الملک طوسی، رشید الدین فضل اللہ، ابوالفضل علامی، حکیم سعداللہ، ابوالفتح گیلانی، خواجہ محمود گاوان، ملاّ جامی، مرزا عبدالقادر بیدل اور غالب کے علاوہ حکمراں تیمور لنگ اور اورنگ زیب کے خطوط ملتے ہیں۔ مکتوب نگاری کی تاریخ میں برہمن زناردار کے رقعات اور زیب النساء کے منشات و خطوط بھی اہمیت سے خالی نہیں۔

فارسی میں ایک بڑا سرمایہ ایسے مکاتیب کا بھی ہے جو صوفیائے کرام کے قلم کا عطیہ ہیں۔ ایک طرف حضرت امیر خسرو کی کتاب ''اعجاز خسروی'' یوں اہمیت رکھتی ہے کہ فارسی مکتوب نگاری میں ان کے طرز یعنی طویل القاب و آداب کی پیروی ہوتی رہی تو دوسری طرف حضرت مخدوم جہاں کے خطوط کی اپنی علمی و ادبی اہمیت ہے۔ ان کے علاوہ فارسی میں حضرت شاہ بوعلی قلندر، حضرت اشرف جہانگیر سمنانی اور حضرت شیخ سرہندی کے مکتوبات بھی صوفیانہ ادب کے بے مثل لعل و جواہر ہیں۔

وقت کے ساتھ ساتھ فارسی میں مکتوب نگاری کے طرز و انداز میں سادگی اور بے تکلفی نے جگہ پائی۔ حسام الدین امامی کی کتاب ''انشاء نامہ نگاری'' اور ''مراسلاتِ مرزا محسن نمازی'' جیسی دورِ جدید کی تحریریں بتاتی ہیں کہ آموزشِ انشا کی غرض سے جو چیزیں لکھی جا رہی ہیں وہ بھی اسی مقصد کے لیے ہیں۔ یقیناً دیگر اصناف کی طرح فارسی جدید میں مکتوب نگاری کا طرز بھی ادبیات مشروطہ اور ادبیات معاصر و انقلاب کے اسلوبیاتی رجحان سے ہم آہنگ ہے۔

حضرتِ مخدوم جہاں

فارسی زبان و ادب کی تاریخ اگر چہ درباروں یا مختلف شاہی اور شخصی عہد سے وابستہ ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ فارسی زبان اور فارسی شعر و ادب کی پرورش و پرداخت میں خانقاہوں اور صوفی بزرگوں کا بنیادی حصہ اور ان کی تاریخ ساز خدمتیں بھی کچھ کم نہیں۔ اس کی ایک روشن مثال خود صوبہ بہار میں حضرت مخدوم جہاں کی فارسی باقیات ہیں، جنھوں نے دس بادشاہوں کا زمانہ دیکھا اور جنھیں مخدوم الملک بہاری اور 'سلطان المحققین' کا خطاب حاصل ہے۔

حضرت مخدوم جہاں کا اصل نام احمد اور لقب شرف الدین ہے۔ اس طرح ان کا پورا نام شیخ شرف الحق والدین احمد یحییٰ لکھا جاتا ہے۔ حضرت مخدوم الملک کی ولادت ۲۶ رشعبان ۶۶۱ھ / ۱۲۶۲ء کو سلطان دہلی ناصر الدین محمود کے زمانے میں، ان کے آبائی مکان واقع منیر شریف میں ہوئی۔ ان کی ولادت کا مادۂ تاریخ ''شرف آگین'' ہے۔ حضرت مخدوم نے ۱۲۱ سال عمر پائی اور بہ عہد فیروز شاہ تغلق ۵ شوال ۷۸۲ھ /۱۳۸۰ء جمعرات کی شب کو نماز عشا کے وقت وہ اپنے مالک حقیقی سے جا ملے۔ ۶ رشوال جمعرات کے دن نماز چاشت کے وقت ان کی تدفین عمل میں آئی۔ حضرت مخدوم جہاں کے جنازے کی نماز مشہور صوفی بزرگ حضرت اشرف جہانگیر سمنانیؒ نے پڑھائی۔ حضرت مخدوم کی آخری آرام گاہ بہار شریف (نالندہ) کے محلہ بڑی درگاہ میں واقع اور مرجع خلائق ہے۔ حضرت مخدوم کے وصال کا مادۂ تاریخ ''وفاتِ پُرشرف'' ہے۔

حضرت مخدوم الملک کا تعلق ''تاج فقیہی'' خاندان سے ہے جو بیت المقدس کے محلہ قدسِ خلیل سے آ کر قصبہ منیر ضلع پٹنہ میں آباد ہوا تھا۔ وہ فاتح منیر حضرت امام محمد تاج فقیہ کے پَر پوتے ہیں۔ حضرت مخدوم کے دادا کا نام مخدوم اسرائیل، والد کا نام احمد یحییٰ منیری اور والدہ کا نام بی بی رضیہ ہے جو حضرت شیخ شہاب الدین پیر جگجوت جیٹھلی شریف، پٹنہ کی صاحبزادی تھیں۔

حضرت مخدوم نے ابتدائی کتابیں گھر ہی پر پڑھیں اور اس کے بعد حضرت اشرف الدین ابوتوامہ سے دینی علوم، تفسیر وحدیث، علم کلام، علم ادب، منطق وفلسفہ اور ریاضی کی تکمیل کی۔ اس مقصد سے وہ سالہا سال اپنے استاد کے ساتھ سنار گاؤں بنگال میں رہے۔ دوران تعلیم ہی حضرت مخدوم جہاں کی شادی حضرت ابوتوامہ کی صاحبزادی بہو بادام سے ہوئی۔ حضرت مخدوم الملک کے پیرومرشد کا نام شیخ نجیب الدین فردوسی ہے۔ وہ دہلی میں ان سے مرید ہونے اور ہدایتیں لینے کے بعد منیر شریف لوٹ رہے تھے اور ابھی اپنے وطن منیر سے کچھ دور ہی پر تھے کہ بہیا ضلع شاہ آباد کے جنگلات میں مناظر فطرت دیکھ کر اُن پر بے خودی کی کیفیت طاری ہوئی اور وہ جنگل میں چلے گئے اور اس کے بعد راجگیر کے جنگلوں میں دیکھے گئے۔ اس طرح جیسا کہ مشہور خلائق ہے، حضرت مخدوم نے بہیا کے جنگل میں بارہ سال اور راجگیر کے جنگلوں میں بیس سال یادِ الٰہی میں گزارے اور اس کے بعد آبادی میں واپس ہوئے اور رُشد وہدایت اور تصنیف وتالیف کا سلسلہ شروع فرمایا۔

حضرت مخدوم کی تصانیف میں اگر چہ، شرح آداب المریدین، رسالہ ارشاد الطالبین وارشاد السالکین، فوائد المریدین، لطائف المعانی، ملفوظات کے مجموعے معدن المعانی، خوان پُر نعمت، راحت القلوب، مخ المعانی اور مونس المریدین شامل ہیں، لیکن ان میں سب سے زیادہ شہرت ان کے مجموعۂ مکاتیب کو ملی ہے جو ''مکتوباتِ صدی'' اور ''مکتوباتِ دوصدی و سہ صدی'' کے نام سے مشہور ہیں۔

مکتوباتِ صدی

مکتوبات صدی ۷۴۷ھ /۱۳۴۶ء میں حوالۂ قلم ہوئے۔ ان خطوط کے جامع و ناقل حضرت زین بدر عربی ہیں، جنھوں نے بتایا ہے کہ قصبہ چوسہ کے حاکم قاضی شمس الدین کی درخواست پر، ان کی روحانی تربیت کے لیے یہ خطوط لکھے گئے۔ ان خطوط کی اہمیت صرف ان کے صوفیانہ مضامین اور علمی مباحثات ہی سے نہیں بلکہ فارسی مکتوبات نگاری کی تاریخ میں ان خطوط کی اہمیت اس بات سے بھی روشن ہو جاتی ہے کہ اپنے مرید، بلکہ اپنے مریدین کے لیے حضرت مخدوم نے مکتوبات کو ایسے دَور میں اہم موضوعات کی تبلیغ کا ذریعہ بنایا جب کہ خط و کتابت کی دنیا محض دریافتِ حالات اور بیان حاجات تک ہی محدود تھی۔

تصوف کی دنیا میں حضرت مخدوم کے خطوط صوفیانہ اور تربیتی و تعلیمی ادب کے بیش بہا دستاویز کا درجہ رکھتے ہیں۔ زبان و سبک کے اعتبار سے بھی ان خطوط کی بڑی اہمیت ہے۔ یہ فارسی نثر میں سبک ہندی اور عہد تغلق کی فارسی نثر نگاری کا بہترین نمونہ شمار ہوتے ہیں۔ چنانچہ مناظر احسن گیلانی نے لکھا ہے کہ نثر نگاری میں سعدؔی شیرازی کے بعد اگر کسی کا نام صرف ہندستان ہی نہیں بلکہ ایران میں بھی لیا جا سکتا ہے تو شاید وہ بہار کے مخدوم الملک ہی ہو سکتے ہیں۔

حضرت مخدوم الملک کے مکتوبات کا اصل موضوع ''رشتۂ خداوندی اور بندگی'' ہے اور ان میں خالق و مخلوق کے باہمی رشتہ اور اخلاق انسانی کے متعلق مضامین بہ کثرت ملتے ہیں۔ توحید و توبہ، امراضِ ظاہر و باطن، شریعت و طریقت، شریعت و حقیقت، طہارت، ارکان پنج گانہ اور ازیں قبیل متعدد موضوعات پر گفتگو کے ساتھ ساتھ اپنے بعض مکتوب میں حضرت مخدوم نے تفکر یعنی غور و فکر کی اہمیت اور بُری عادتوں کو نیک بنانے پر توجہ دینے کی ضرورت کو بھی بہ خوبی روشن کیا ہے۔ اس طرح یہ خطوط ہر زمانے میں سماجی اصلاح اور نئی نسلوں کی بہترین تربیت کا ذریعہ بھی ہیں۔

انتخاب از مکتوباتِ صدی

حضرتِ مخدوم جہاں

(۱)

برادر اعز شمس الدین اکرم اللہ تعالیٰ بداند کہ تفکر را سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم بر بستہ است بر افعال الٰہی وگفتہ تفکروا فی الاء اللّٰہ ولا تتفکروا فی ذات اللّٰہ ہر کہ در خداوند تفکر کند زود بود کہ در کفر افتد بحکم آن کہ مرجع تفکر محصور ومحدود باید تا تفکر را در وی راہ بود وذات وصفات خداوند عزّ وجلّ از حدّ وحصر منزّہ است واز احاطت علوم وعقول پاک۔ پس تفکر در آفرینش باید کردن تا تغیر بعضی وثبات بعضی باز بیند۔ تلون وتمکن آفریدہ ہا در مراتب وجود بشناسد واز اینجا وی را معرفت بہ خالق حاصل بشود۔ پس طالب را باید کہ چون از عہدۂ اعمال ظاہر بیرون آید وپیوستہ بہ اوراد قیام می کند وداد سنن می دہد وحق فرائض می گزارد ووقت وقتی تفکر نیز کند در احوالِ آفرینشِ عالم وباز بیند کہ صانع را در این صنعتِ بزرگوار چہ حکمت است وآن تفکر کہ در عالم خواہد کردن، در نفس ودل وتن خویش کند ومراتب خود را کہ از اوّل آفرینش بودہ است تا بہ وقت انقراض تفحص کند واطوارِ خود را مطالعہ کند ودر تفکر بر جادۂ شریعت باشد واز علم وعمل سرمایہ سازد وتا در راہ تعطیل وتشبیہ وتوقف وترددو مانند این منقطع نگردد۔ وسرمایہ بہ طلب سود وزیان نکند تا مگر بدین تفکر گنج بصیرت حاصل کند وسودِ معرفت بدست آرد۔ وہر چہ عالمیان بہ سالہای دراز بہ واسطۂ عمل وعبادت بہ دست آرند بہ تفکر راست بہ اندک مدت بہ دست آرد۔ چنانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اشارت کردہ است کہ یک ساعتِ تفکر بہتر

از شصت ساله عبادت است و آن تفکر در دین و احوالِ آفرینش و فائده جستن از حکمت صفت است و چنین تفکر با شصت ساله عمل برابر باشد و گفته اند، خداوند تعالیٰ هر کجا که در قرآنِ مجید نظر کردن فرموده است مراد ازان نظر تفکر است و فائده ازان بینش عبرت و بصیرت است، زیرا که چشم آدمی کمال صورت آسمان و زمین به تمامی ادراک نتوان کرد۔ پس نظر کردن در چیزی که ادراک او بتمامی نخواهد بودن فائده ندهد و خدای تعالیٰ بکار بی فائده فرمان ندهد و حقائق مصنوعات جز ارباب بصیرت نتوانند دید چنانکه مرئیات ظاهر جز اہل بصر نتوانند دید هر که بینا شد همه چیز ها را چنان بیند که هست۔ در عشوه ها برا و بسته گردد۔ و هم چنانکه در دیدن ارباب ظاهر در بصر متفاوت اند۔ بعضی ضعیف اند و بعضی قوی و بعضی سریع الادراک و بعضی بطی الادراک۔ ارباب قلوب نیز در بصیرت متفاوت اند بعضی تا آسمان بینند و بعضی تا به عرش بینند و بعضی را لوح و قلم در بند کند و بعضی را بصیرت کامل و صحیح افتد از جمله مخلوقات بگزرد و خالق را بیند۔ و تفاوتِ ملل و اختلافِ مذهب و عقائد را یک اصل بزرگِ این است ۔ الغرض فائده تفکر تکثرِ علوم است وکسب کردن معرفتها که نبوده باشد۔ چون علم و معرفت در دل حاصل شد حال دل بگردد و چون حال دل بگردد اعمال جوارح نیز بگردد و در گردش افتد و چون در گردش افتاد در روش افتد و چون در روش افتاد در کشش افتد و چون در کشش افتاد به یک جذبه از جذباتِ حق جای برسد که مجاهده و اعمال جن و انس آنجا نرسیدی۔ و ثمرهٔ فکرت، علم ها و حال هاست بی نهایت که در حصر و حد نیاید۔ برای این است که اگر مریدی خواهد که از انواع مجازی فکرت در شمار آید و بداند که تفکر در چها باشد نتواند، زیرا که مجاری فکرت بی شمار است و ثمرهٔ آن بی حد و حصر و حکایات از مشائخ رضوان اللہ علیهم در تفکر بسیار است ۔ عبداللہ مبارک سهیل بن علی را دید خاموش در تفکر مانده گفت تا کجا رسیده ای گفت تا صراط۔ خواجه شریح رضی اللہ عنه در راهی می رفت در اثنای آن به نشست و گلیم در سر کشید و گریستن گرفت، گفتند چه رسید، گفت در رفتن عمراند کی عمل تفکر کردم۔ محمد واسع گفت که مردی از اہل بصره پس از وفات ابوذر رضی اللہ عنہ بر مادر او رفت و از عیادت او پرسید، گفت همه روز در گوشهٔ خانه بودی و تفکر کردی خواجه فضیل عیاض رحمۃ اللہ علیہ گفت فکرت آئینه است که نیکی ها و بدی های تو، به، تو می نماید۔ حواریان عیسیٰ علیہ السلام را پرسیدند که امروز مثل تو در زمین است؛ گفت آری هر که سخن او ذکر است و خاموشی او فکر و نظر او عبرت، مثل من است ۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما گفت

دو رکعت در تفکر به از قیام شبی بیدل۔ و در حقیقت تفکر سخن بسیار است، در مکتوب این قدر بس باشد۔ حق تعالیٰ ما را مدد کناد تا تفکر در آن کنیم کہ شاید و طریق تفکر بصواب بر ما آسان گرداناد۔ والسلام

الفاظ و معانی

اعزّ	–	بہت ہی عزیز، بہت ہی عزّت والا
اکرم اللہ تعالیٰ	–	اللہ تعالیٰ (تم پر) انعام و اکرام فرمائے، تمھیں معزز و محترم بنائے
تفکر	–	فکر کرنا، سوچنا، غور و فکر، غور و خوض
بر بستن	–	مقرر کرنا
تفکروا فی آلاء اللہ	–	خدا کی نعمتوں پر غور و فکر کرو
ولا تتفکروا فی ذات اللہ	–	اور خدا کی ذات میں غور و فکر نہ کرو
بحکم آنکہ	–	اس لیے کہ، کیوں کہ
مرجع	–	لوٹنے کی جگہ (مرجع تفکر: غور و فکر کا مرکز)
راہ بودن	–	گنجائش ہونا، موقع ہونا
احاطت	–	حد بندی
آفرینش	–	پیدائش، مراد ہے: مخلوقات
ثبات	–	ثابت و قائم رہنا، ٹھہراؤ
باز دیدن	–	کھلے طور سے دیکھنا
تلون	–	رنگ بدلنا، بدلتا رنگ، رنگ برنگی کیفیت، مراد ہے: تغیر
تمکن	–	قائم ہونا، مراد ہے: ثبات و قرار، شان و شوکت
آفریدہ ہا	–	مخلوقات
مراتب وجود	–	وجود کے درجات
معرفت	–	پہچان، خدا کی پہچان
طالب را باید	–	مرید، طالب حق کے لیے لازم ہے

از عہدہ بیرون آمدن	-	ذمہ داری پوری کرنا
بہ اوراد قیام کردن	-	وظیفوں کا سلسلہ جاری رکھنا
داد دادن	-	حق ادا کرنا، زیادہ سے زیادہ توجہ دیتے رہنا
حق گزاردن	-	حق ادا کرنا
وقت وقتی	-	کبھی کبھی، مترادف: گاہ گاہی
انقراض	-	کٹنا، میعاد ختم ہونا (مراد ہے: موجودہ وقت، حالیہ اوقات)
تفحص کردن	-	غور و فکر کرنا
بر جادہ شدن	-	راستہ پر ہونا، راستہ سے نہ بھٹکنا
تعطیل	-	رکاوٹ، اُتھل پتھل کی کیفیت، بربادی
تشبیہ	-	شک وشبہ، مشابہ ہونا، ایک چیز کو دوسری چیز کے جیسا بتانا، ایک چیز کو دوسری چیز سے ملتا جلتا بتانا
توقف	-	رکاوٹ، تردد، تامّل
منقطع گشتن	-	ٹوٹ جانا، سلسلہ ٹوٹ جانا
بدست آوردن	-	حاصل کرنا
عالمیان	-	دنیا والے
سالہای دراز	-	سالہا سال
اندک مدت	-	تھوڑا عرصہ
نظر کردن	-	غور کرنا، فکر کرنا، دیکھنا
کمال صورت	-	مراد ہے: کمال یافتہ صورت
بہ تمامی	-	پوری طرح (مترادف: بکلّی)
ادراک کردن	-	سمجھ پانا، سمجھ سکنا
فرمان دادن	-	حکم دینا
مصنوعات	-	چیزیں، مراد: کائنات
ارباب بصیرت	-	بصیرت رکھنے والے، روشن دل

مرئیات	-	آنکھوں سے دیکھی جانے والی چیزیں (واحد: مرئی)
مرئیات ظاہر	-	ظاہری چیزیں
اہل بصر	-	ظاہری آنکھوں والا، بینا
عشوہ	-	ناز و ادا، مراد ہے: دنیا کی فریب کاری
دربستہ گشتن	-	دروازہ بند ہو جانا، محفوظ ہو جانا، محروم ہو جانا
متفاوت	-	فرق، ایک دوسرے سے الگ
سریع الادراک	-	تیزی سے سمجھنے والا، ذہین
بطی الادراک	-	دیر سے سمجھنے والا، کند ذہن
اصل بزرگ	-	بڑی جڑ، اصل جڑ
تکثر	-	کثرت، بہتات، زیادتی، بڑا اضافہ
کسب کردن	-	حاصل کرنا، کمانا
نبودہ باشد	-	وہ چیز جو پہلے سے حاصل نہ رہی ہو
حال دل بگردد	-	دل کی حالت بدل جائے گی (گشتن: بدلنا)
جوارح	-	ہاتھ پاؤں، زبان اور دیگر اعضائے بدن (واحد: جارحہ)
در گردش افتادن	-	انقلاب و تغیر کی منزل میں آ جانا، حرکت میں آنا
در روش افتادن	-	طرز پکڑ لینا، (مراد ہے طور طریقے اور طرز و قاعدے کی منزل میں آ جانا)
در کشش افتادن	-	مراد ہے: جذب و کشش کے مقام پر آ جانا
جای رسیدن	-	ایک خاص مقام تک پہنچنا
مجاہدہ	-	نفس کُشی، جاں فشانی، محنت و مشقت، کوشش، مسلسل مشق و ریاضت
بی نہایت	-	بے انتہا، بے حد و حساب، بے شمار، بہت زیادہ
حصر	-	گھیرنا، احاطہ (جمع: احصار)
حصر و حد	-	حدّ و حساب، حد و شمار
انواع مجازی	-	غیر حقیقی اقسام (مراد ہے: ظاہری اقسام، مصنوعی اقسام)

در شمار آمدن	-	گنتی میں آنا، گنا جا سکنا
در چہ باشد	-	کون کون سی چیزوں میں یا کس کس طریقے سے ہوتا ہے
مجاری	-	جاری ہونے کی جگہ (واحد مَجریٰ) مراد ہے: سرچشمہ، گزرگاہ
مشائخ	-	عالم اور صوفی لوگ (واحد: شیخ) اکابر دین، صوفیا
رضوان اللہ علیہم	-	اللہ ان سب سے راضی ہو
در تفکر ماندن	-	غور و فکر میں لگے رہنا، فکر میں ڈوبا ہوا ہونا
گلیم در سر کشیدن	-	کمبل اوڑھ لینا، سر سے کمبل اوڑھ لینا، سر پر کمبل تان لینا
گریستن گرفت	-	رونے لگنا
عمل تفکر کردن	-	سوچنے کا کام کرنا، سوچنا، غور و فکر کرنا
فکرت	-	تیری فکر، تیرا خیال (ت ضمیر متصل ہے)
حواریان	-	(واحد: حواری) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اصحاب، مدد دینے والے دوست
ذکر	-	یاد (مراد ہے زبان اور دل سے خدا کا نام لینا، اسے یاد کرنا)
عبرت	-	نصیحت، خوف، تنبیہ
بس باشد	-	کافی ہے
مدد کناد	-	مدد کرے (دعائیہ فعل)
کہ شاید	-	وہ چیز جو مناسب ہے (شاید: مناسب)
صواب	-	درست، ٹھیک
آسان گرداناد	-	آسان بنا دے (دعائیہ فعل)

غور کرنے کی باتیں:

☆ علمی نثر اپنی خصوصیات سے امتیاز پاتی ہے۔ صراحت، وضاحت، منطقی ربط و ترتیب اور فکری وحدت اس کے ضروری اوصاف ہیں۔ جب لکھنے والے کے ذہن میں بات صاف ہو، خیالات موزوں الفاظ میں ظاہر ہوں، بیان کے مختلف پہلوؤں کا پھیلاؤ فطری انداز سے ہو، ہر بیان

دوسرے بیانات کے دلائل پر قائم ہو، باتوں کی کڑی سے کڑی ملتی چلی جائے، مضمون کا دائرہ متعین ہو، فکری آہنگ کی اِکائی ہو، رمزیت، طول کلام اور لفاظی نہ ہو، بات کہنے سے پہلے دلیل و ثبوت مہیا ہوں، کیفیت کا غلبہ نہیں بلکہ صاف ستھری زبان کا استعمال ہو، راست اظہار ہو، ذہن سے ایسا خطاب ہو جس سے شعور و آگہی میسر آئے، بیان میں استدلال وارتقا، ربط و ترتیب ہو اور قطعیت یعنی دوٹوک بات کہنے کا انداز پایا جائے تو علمی تحریر، ادبی نثر کا بلند معیار پا لیتی ہے۔ حضرت مخدوم جہاں کے خطوط میں یہ تمام خوبیاں دیکھی جا سکتی ہیں۔

☆ مختلف پہلوؤں سے نثر کی مختلف قسمیں ہوتی ہیں، لکھنے والے کے اعتبار سے مکتوبِ مخدوم کی نثر ان کی علمی وصوفیانہ شخصیت کا پتا دیتی ہے۔ بیان کے اعتبار سے اس میں سلاست نمایاں ہے اور سادگی کے جوہر خوب کھلتے ہیں۔ مقصدیت کی پیشکش کے لحاظ سے یہ کامیاب توضیحی نثر قرار پاتی ہے۔ حضرت مخدوم نے علوم نقلی سے استدلال فرمایا ہے اور مثالوں سے مضمون کی وضاحت کی ہے۔ چھوٹے چھوٹے اور سادہ جملوں میں باتیں کہی ہیں۔ اس خط میں حسن انشا، آغاز بیان کا طریقہ اور بات کو مختصر کرتے ہوئے فی الوقت قلم روک لینے کا اظہار و انداز بھی بہت خوب ہے۔

☆ حضرت مخدوم نے اس مکتوب میں، غور وفکر کے موضوع پر قیمتی مواد جمع کر دیا ہے۔ یہ خط حضرت مخدوم کے وسیع مطالعے اور ان کی زبردست قوت تفہیم و تعلیم کا پتا دیتا ہے۔ یہاں حدیثِ پاک کی روشنی میں بتایا گیا ہے کہ تفکر کہاں ہونا چاہیے اور کہاں نہیں۔ خدا کی ذات وصفات پر غور و خوض سے اس لیے منع کیا گیا ہے کہ ہماری عقل محدود ہے اور خدا کی ذات وصفات لامحدود۔ لہٰذا اس پر تفکر سے گمراہی میں پڑ جانے کا امکان یقینی ہے۔ جب کہ مخلوقات کے بارے میں غور وفکر کا حکم ہے کیوں کہ اس سے خالقِ کائنات کی معرفت حاصل ہوتی ہے۔ ظاہری اعمال و فرائض کی ادائیگی کے ساتھ ساتھ موقع بہ موقع تفکر کا شغل اختیار کرنا، بزرگوں کا طریقہ رہا ہے۔ تفکر علم و عمل کی روشنی میں اور شریعت کے راستہ پر ہی ہونا چاہیے۔ جو کچھ عمل و عبادت سے برسوں میں ہاتھ

آتا ہے، وہ تفکر سے لمحوں میں مل جاتا ہے۔ تفکر کی فضیلت یہ ہے کہ رسول پاک ﷺ نے فرمایا کہ ایک لمحہ کا تفکر ساٹھ سال کی عبادت سے بہتر ہے۔

معروضی سوالات:

۱- حضرت مخدوم جہاں کا خطاب کیا ہے؟
۲- حضرت مخدوم کے والد کا نام بتایئے۔
۳- مخدوم جہاں کا پورا نام بتایئے۔
۴- حضرت مخدوم کی تصانیف میں سے کسی تین کے نام لکھیے۔
۵- مکتوباتِ صدی کو جمع کرنے والے بزرگ کا نام بتایئے۔
۶- مکتوباتِ مخدوم کا تعلق کس عہد کی نثر سے ہے؟
۷- اپنی یاد سے مکتوبات مخدوم کے عنوانات میں سے کوئی تین عنوان لکھیے۔
۸- حضرت مخدوم کا سالِ ولادت کیا ہے؟
۹- حضرت مخدوم کی وفات کب ہوئی؟
۱۰- پیر جگجوت کے داماد کون ہیں؟
۱۱- حضرت مخدوم نے کتنے بادشاہوں کا زمانہ پایا؟
۱۲- حضرت مخدوم کے پیر و مرشد کا نام بتایئے۔
۱۳- داخلِ نصاب مکتوبات مخدوم کس کے نام ہیں؟
۱۴- شمس الدین کون تھے؟
۱۵- اعجاز خسروی کس نے لکھا ہے؟
۱۶- غور وفکر کا ایک لمحہ کتنے سال کی عبادت سے بہتر ہے؟
۱۷- تفکر کس راستہ پر ہونا چاہیے؟

۱۸- کس پر غور وفکر سے منع کیا گیا ہے؟

تفصیلی سوالات:

۱- ادیان وعقائد اور ملتوں میں اختلاف کی ایک بڑی وجہ کیا ہے؟ مکتوب کی روشنی میں واضح کیجیے۔

۲- ذات خداوندی پر غور وفکر کیوں خطرناک ہے اور مخلوقات پر غور وفکر کیوں مفید ہے؟ وضاحت سے لکھیے۔

۳- داخل نصاب مکتوب کے حوالے سے غور وفکر کے حدود، اس کی اہمیت وضرورت، اس کے طریقے، شرائط اور فائدے بتائیے۔

۴- حضرت مخدوم جہاں کے احوال وآثار سے اپنی واقفیت ظاہر کریں۔

۵- مکتوبات مخدوم جہاں کی علمی، ادبی اور تاریخی اہمیت بتائیے۔

۶- فارسی میں مکتوب نویسی کے عنوان پر ایک مختصر مضمون لکھیے۔

عملی کام:

۱- تفکّر کے بارے میں حضرت مخدوم جہاں نے جو اقوال نقل کیے ہیں انھیں یکجا کیجیے۔

۲- گردش، روش اور کشش کا فرق اپنے اساتذہ سے سمجھنے کی کوشش کیجیے۔

(۲)

برادرِ اعز شمس الدین در طاعتِ خداوند مستقیم باد۔ سلام و دعا از کاتب حروف مطالعہ کند و مقرر برادری باد کہ در پاکیزہ کردنِ اخلاق وتبدیلِ صفاتِ مذمومات بہ محمودات، روز بروز مہما امکن کوشش نماید و مہمی بزرگ داند کہ در تحتِ اہمال وتغافل این کار، بلای سخت در پیش است، نعوذ باللہ منہا۔ وآن آنست کہ ہر چہ در ہمہ عالم سباع و وحوش و حیوانات است، از ہر یکی صفتی در آدمی ہست، ہر کدام صفت کہ غالب خواہد بود فردا قیامت حکم برآن صفت کنند نہ بصورت یعنی برآن (بدان) صورتش گردانند چنانکہ مثلاً بر کسی صفت غضب امروز غالب بود فردا بصورت سگی حشر کنند، واگر بر کسی صفت شہوت زشت وآرز وامروز غالب بود فردا بصورت خوکی حشر کنند، واگر بر کسی کبر ونخوت امروز غالب بود، فردا بصورت پلنگ حشر کنند، واگر بر کسی صفتِ چاپلوسی غالب بود فردا بصورتِ روباہ حشر کنند، و دیگر صفت ہم برین قیاس باید دانستن ۔ در خبر است کہ خلیل اللہ فردا آزر را بیند کہ در دوزخ می برند۔ گوید خداوندا کدام فضیحتی ازین بدتر است کہ من در عرصات ایستادہ و پدر را در دوزخ می بَرند۔ آخر در دنیا نگفتہ ام ولا تخزنی یوم یبعثون ۔ در حال صورت آدمی را از ظاہر آزر برکشند۔ کفتاری گردد کہ در دنیا این صفت براو غالب بود۔ خلیل اللہ را گویند ترا بہ این کفتاری چہ کار و چہ نسبت است و چہ قرابتی وسگِ اصحابِ کہف را از صفتِ اوصورت سازند و در وصفِ آدمیان آرند کہ او سگ صورت وآدمی صفت بود وآزر آدمی صورت و کفتار صفت بود۔ ہم چنان ای برادر! بسا آدمی صورت بود امروز کہ فردا بینی در صف سباع و وحوش ایستادہ کنند و بسا سباع و وحوش صورت را بینی امروز کہ فردا در صف آدمیان درآرند۔ بزرگان گفتہ اند کہ کوہِ اُحد را کہ حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم درحقِّ وی فرمودہ است احد جبل یحبنا و

نحبه۔ فردا پیراہنِ سنگی از ظاہر وی بر کشند و بصورتِ آدمی در صف صدیقان بایستادند کہ صفتِ صدیقان در او غالب بود لاجرم ہم بران صورتش گردانند۔ اینجا می آید کہ کسی گوید کوہِ اُحد جماد است۔ واز جماد محبت وعداوت درست نیاید کہ دانستن محبت وعداوت لازمۂ حیات است۔ جواب آنست کہ احد جبل یحبنا و نحبہ این اخبار است از صاحب دل یعنی حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم واصحابِ قلوب از جماد چیزی دانند و چیزی شنوند کہ دیگران را ازان خبر نباشد۔ در عصمتِ انبیا در ذکرِ مہتر سلیمان علیہ السلام آوردہ است کہ کُل عالم بہ اجزای خود بر خالقِ خود عاشق است و طالب است ...این چنین کارِ مشکلی و ہولناکی در پیش است و کسی دراین مشغول نہ مگر خداوندانِ بصیرت۔ پس غافل نباید بود، آہستہ آہستہ عادت باید کرد، تا چیزی از این صفات کم شود، و اگر خداوند دست دہد کہ بہ کلی دفع شود۔ خود کاری عظیم پدید آمدہ بود۔ و ہر کہ خواہد کہ بداند کہ فردا بہ کدام صفت خواہد بود امروز در خود نگرد کہ کدام صفت بہ وی غالب است۔ فردا بہ ہمان صفت باشد واین مقدار دانستن دشوار نیست، چنانکہ اگر کسی خواہد کہ بداند کہ خداوند از وی خوشنود است یا ناخوشنود۔ در اعمالِ خویش نظر کند۔ اگر ہمہ طاعت است داند کہ از وی خوشنود است کہ نشانِ خوشنودی طاعت است، و اگر ہمہ معصیت است، داند کہ ناخوشنود است، کہ نشانِ ناخوشنودی معصیت است۔ و اگر ہر دو بود، حکم بہ غالب کند، و روزگار امروز بیش نیست۔ و اگر این صفات خبیثہ در کسی ماندہ بود و نکشتہ اگر در بہشت فردا فرود آید و ہمہ نعمت ہا بہ سر او فرو ریزند، آن صفات نگردد و از آنچہ باشد گشتی نبود۔ پس این مردی بود از خود باز ماندہ و بہ دولتِ خود نارسیدہ، اینجا می بایست کہ بگردد۔ چون اینجا نگشت آنجا ہم نگردد۔

(تلخیص شدہ)

الفاظ ومعانی

در طاعت مستقیم باد - بندگی میں قائم رہو، کھڑے رہو، ہمیشہ خدا کی بندگی کرتے رہو (کلمۂ نصیحت)

کاتبِ حروف - مراد ہے خط لکھنے والا، تحریر کرنے والا

مذمومات - (واحد: مذموم) قابل مذمت، بری باتیں، بری چیزیں
محمودات - (واحد: محمود) قابل تعریف، پسندیدہ باتیں، پسندیدہ چیزیں
مہما امکن - جہاں تک ممکن ہو
کوشش نمودن - کوشش کرتے رہنا
مہم بزرگ - بڑا کام
تغافل - غفلت
اہمال - لاپرواہی، سستی، بیکاری و ترک
نعوذ باللہ منہا - ہم اس سے خدا کی پناہ مانگتے ہیں
سباع - درندہ
وحوش - وحشی جانور، جنگلی جانور (واحد: وحش)
ہر کدام - جو بھی، جس طرح کی
فردائی قیامت - قیامت کا آنے والا دن، صبح قیامت، روز محشر
حکم کردن - فیصلہ کرنا، معاملہ ہونا
حشر کردن - اٹھایا جانا (مراد ہے، قیامت کے دن اٹھایا جانا، مترادف: محشور شدن)
شہوت - نفسانی خواہش
زشت - بھدا، بدنما، بُرا
پلنگ - تیندوا، چیتا
خبر - حدیث (جمع: اخبار)
خلیل اللہ - خدا کا دوست (یہاں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرف اشارہ ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا لقب)۔
آزر - بُت تراش کا نام جو حضرت ابراہیمؑ کا چچا تھا۔
فضیحت - رسوائی، بدنامی
عرصات - قیامت (واحد: عرصہ، میدان، میدان قیامت)
ولا تحزنی یوم یبعثون - (آیت قرآنی) مجھے قیامت کے دن غمگین نہ کرنا

صورت برکشیدن	-	صورت، ظاہری شکل بدل دینا، صورت مسخ ہو جانا
کفتار	-	بجّو (بلّی کے برابر ایک جانور جو قبر کھود کر مُردے کو کھا جاتا ہے)
اصحابِ کہف	-	غار والے، وہ سات خدا پرست جو دقیانوس بادشاہ کے خوف سے غار میں چھپ کر تین سو سال تک سوتے رہے۔ ان کے ساتھ ان کا کتا بھی تھا۔
سگ اصحابِ کہف	-	اصحابِ کہف کا کتا، جس کا نام قطمیر تھا۔
ایستادہ کردن	-	کھڑا کیا جانا
بسا	-	اکثر
اُحد	-	مدینہ کے قریب ایک پہاڑی، جہاں دوسرا غزوہ ہوا۔
احد جبل یحبنا و نحبّهٗ	-	اُحد پہاڑ ہم سے محبت کرتا ہے اور ہم اس سے محبت کرتے ہیں
پیراہن برکشیدن	-	چولا، ظاہری لباس اُتار لیا جانا
لاجرم	-	بیشک، یقیناً
جماد	-	پتھر (جمع: جمادات)
لازمۂ حیات	-	وہ چیز جو زندگی کے لیے ضروری ہو، جو ذی روح کے لیے ہی ہو
اصحابِ قلوب	-	دل والے، یعنی صاف باطن لوگ
عصمت الانبیا	-	ایک کتاب کا نام
ذکر مہتر	-	ذکرِ عظیم
مہتر	-	بزرگ، رئیس، سردار
ہولناک	-	بھیانک، ڈراؤنا
خداوندان بصیرت	-	بصیرت رکھنے والے لوگ، صاحبانِ عقل و بینش
عادت باید کرد	-	عادت بنانی چاہیے، عادت ڈالنی چاہیے
چیزی چیزی	-	تھوڑا تھوڑا
دست دہد	-	موقع دینا، توفیق دینا، مہلت دینا
دفع شدن	-	دور ہو جانا

پدید	-	ظاہر (مترادف: پدیدار)
پدید آمدن	-	ظاہر ہونا
در خود نگریستن	-	اپنے آپ پر غور کرنا، اپنے بارے میں سوچنا
خشنود/ خوشنود	-	خوش
نظر کردن	-	غور کرنا
روزگار امروز و دوش	-	ٹال مٹول کا زمانہ (امروز: آج، دوش: گزرا ہوا کل)
صفات خبیثہ	-	ناپاک، گندی، مذموم صفتیں
گشتن	-	بدلنا، تبدیل ہونا
فرود آمدن	-	داخل ہونا، اُترنا، ٹھہرنا، قیام کرنا
فروریختن	-	انڈیل دینا
بہ سر فروریختن	-	سامنے لا دینا
گشتی	-	بدلنے کے لائق، بدلنے والا، تبدیل ہونے والا
از خود باز ماندن	-	اپنے آپ سے محروم رہنا، خود سے بچھڑا ہوا، مجبور، بے اختیار ہونا
نارسیدہ	-	محروم
می بایست	-	چاہیے تھا، ضروری تھا

غور کرنے کی باتیں:

☆ حضرت مخدوم جہاں کے خطوط در حقیقت ایسے معلوماتی اور فکری مضامین کا درجہ رکھتے ہیں، جن کا تعلق اخلاق و تصوف سے ہے۔ ''پاکیزہ گردانیدن اخلاقِ مذمومہ'' کے عنوان سے اس خط میں، حضرت مخدوم نے یہ بتایا ہے کہ مختلف قسم کے جانوروں میں جو صفتیں پائی جاتی ہیں، ان میں سے ہر ایک صفت آدمی کے اندر بھی ہے اور خاص بات یہ ہے کہ آدمی پر جس طرح کے حیوانی اوصاف

غالب ہوں گے، قیامت میں اس کا حشر اسی مناسبت سے ہوگا۔ اس لیے خراب عادتوں کو نیک عادتوں سے بدلنے پر مسلسل توجہ دیتے رہنا ضروری ہے۔

☆ حضرت مخدوم نے اپنے مکتوب میں شروع سے آخر تک سکھانے اور سمجھانے کا انداز اپنایا ہے۔ یہاں معنویت اور روحانی گہرائی کے ساتھ ساتھ انداز بیان ایسا ہے کہ قدم قدم پر نقلی اور عقلی دلیلیں منطقی ترتیب سے ملتی ہیں اور ممکنہ علمی اعتراض کا جواب بھی مہیا ہوتا ہے۔ صاحب مکتوب نے چھوٹے چھوٹے جملوں سے کام لیا ہے۔ تکرار وسلاست اور انشا پردازی کا حسن بھی نمایاں ہے۔ بعض جملوں میں تعلیق و اشتقاق کے جلوے بھی ہیں اور صفائی و روانی کے ساتھ زورِ بیانی کا وصف بھی روشن ہے۔

معروضی سوالات:

۱- اصحاب قلوب کی خاص صفت کیا ہے؟

۲- صحیح جوڑے ملائیے:

غضب	روباہ
شہوت	سگ
کبر	خوک
چاپلوسی	پلنگ

۳- احد پہاڑ کے بارے میں اللہ کے رسول ﷺ نے کیا فرمایا؟

۴- اللہ کی خوشنودی کی پہچان کیا ہے؟

۵- ''کاتبِ حروف'' سے کون مراد ہیں؟

۶- ''گفتار'' کیا ہے؟

تفصیلی سوالات:

۱- داخلش نصاب مکتوب کا خلاصہ لکھیے۔
۲- مکتوبِ مخدوم سے تکرار و تعلیق کی مثالیں ڈھونڈیے۔
۳- اخلاق کو سدھارتے رہنے اور اپنے اندر آنے والی تبدیلیوں کو سمجھنے کا طریقہ کیا ہے اور اس پر توجہ
کیوں ضروری ہے؟ مکتوبِ مخدوم کی روشنی میں وضاحت سے لکھیے۔

عملی کام:

۱- داخلِ نصاب مکتوب سے مرکب افعال یکجا کیجیے اور ان کے معنی لکھیے۔
۲- مکتوبِ مخدوم کے موضوع پر اپنے لفظوں میں اپنے بھائی کو ایک مختصر خط لکھیے۔

تذکرہ

فارسی ادبیات میں ''تراجم اور کتب رجال'' کا بیش بہا ذخیرہ موجود ہے۔ یہ دراصل ایسی کتابیں ہیں جن میں شاعروں، عالموں اور بزرگانِ دین کے احوالِ زندگی بیان ہوئے ہیں۔ عربی اور فارسی میں اس قسم کی کتابوں کا سلسلہ زمانۂ قدیم سے ملتا ہے۔

اصطلاحی اعتبار سے ''تذکرہ'' کا لفظ فارسی میں ''ترجمہ ہای احوالِ شاعران'' کے ہم معنی ہے۔ تذکرہ دراصل ان کتابوں کو کہا جاتا ہے جن میں شعرا کے حالات اور نمونۂ کلام درج ہوں۔ یہ ایک قدیم و عظیم صنف ہے جو عربی سے فارسی میں آئی ہے اور نوعِ ادب کے لحاظ سے یقیناً ایک پیچیدہ اور نازک صنف کہلانے کی مستحق ہے اپنی ساخت کے اعتبار سے یہ ایک مرکب صنف ہے، جو قاموس، تاریخِ ادب اور تنقید ادب یعنی تین عناصر سے ترتیب پاتی ہے۔

تذکرے، یادداشت اور بیاض قسم کی چیزیں ضرور ہیں مگر ان سے بہت اونچا مقام رکھتے ہیں کیوں کہ یہ اصلاحِ ذوق اور تنقید کلام کا ذریعہ ہیں۔ حالاتِ زندگی، کلام کا انتخاب اور ادبی تاریخیت تذکروں کے سرمایے کو خاص امتیاز بخشتی ہے۔

تذکروں کی ترتیب میں تنوع ملتا ہے یعنی بعض تذکرے تاریخی ترتیب پر ہیں، بعض حروف تہجی کے اعتبار سے، بعض تذکروں میں ادوار قائم کیے گئے ہیں اور ترتیب ان کے تحت رکھی گئی ہے، بعض تذکروں میں ترتیب کا کچھ خاص اور دلچسپ نظام بھی ہے مثلاً شاعروں کا تذکرہ ان کے اساتذہ کے تحت ہے۔

فارسی میں شاعروں کے تذکرے کی روایت عوفی کی کتاب ''لباب الالباب'' سے شروع ہوتی ہے۔ ''تذکرۃ الشعرا'' دولت شاہ سمرقندی اور ابوالغازی سلطان حسین کی تصنیف ''مجالس العشاق'' اس سلسلے کی مشہور کتابیں ہیں۔ سام مرزا کی

کتاب ''تحفۂ سامی'' احمد رازی کی 'ہفت اقلیم'' اور لطف علی بیگ آذر کی کتاب ''آتش کدہ'' کے علاوہ غیر مسلم ادیبوں کے لکھے ہوئے ''سفینۂ خوشگو'' اور ''سفینۂ ہندی'' جیسے تذکرے بھی معروف ہیں۔ فارسی تذکرے کی متاعِ گراں مایہ میں خزانۂ عامرہ، ریاض الشعرا، مجمع النفائس، رضا قلی خاں کی دو کتابیں ریاض العارفین اور مجمع الفصحا بھی شامل ہیں۔ انیسویں صدی کے اواخر اور بیسویں صدی کے اوائل میں متعدد تذکرے لکھے گئے ہیں۔ فارسی میں تذکرہ نگاری کے سرمایے کا ایک منفرد موضوعاتی وصف یہ بھی ہے کہ یہاں بہت ساری ایسی کتابیں ملتی ہیں جو اصلاً شعرائے اردو کے تذکرے کا درجہ رکھتی ہیں۔ فارسی تذکروں میں مختلف نثری سبک کے واضح نمونے بھی موجود ہیں۔

بندرابن داس خوشگو

بندرابن داس بنارس کا باشندہ تھا اور راجپوتوں کے بَیس طبقے سے تعلق رکھتا تھا۔ اس طبقے کا نسلی رشتہ راجہ 'وِکرما دتیہ' کے ہم عصر راجہ 'سال باہن' سے ہے۔ خوشگو کے سالِ پیدائش اور سالِ وفات کا ذکر کسی تذکرے میں نہیں ملتا۔ بعض قرائن کی بنیاد پر کہا گیا ہے کہ وہ گیارھویں صدی کے اواخر یا بارھویں صدی ہجری کے اوائل میں پیدا ہوا اور بارھویں صدی کے اواخر میں اس کی وفات ہوئی۔

خوشگو کو سراج الدین علی خاں آرزو سے شرفِ تلمذ حاصل تھا۔ وہ تقریباً ۲۵ سال خان آرزو کی بہترین توجہ اور تربیت سے مستفیض ہوتا رہا۔ ساتھ ہی ساتھ اس نے مرزا عبدالقادر بیدلؔ، مرزا افضل سرخوشؔ اور شیخ سعداللہ گلشنؔ سے بھی علم شاعری میں استفادہ کیا۔ تذکرہ 'باغِ معانی' کے مؤلف نقش علی نے لکھا ہے کہ وہ ابتدا میں نوکری پیشہ تھا اور بعد میں تارکِ دنیا ہو کر فقیری اختیار کر لی۔ امیر خان انجامؔ نے خوشگو کے لیے دو روپیہ یومیہ کا وظیفہ مقرر کر دیا تھا جو اُسے انجامؔ کی زندگی تک ملتا رہا۔ ان کی وفات کے بعد خوشگو نے پورب کی راہ لی اور زندگی کے آخری ایام پٹنہ اور بنارس میں بسر کیے۔